اِلہامی پیغام

پطرسؔ کے دُوسرے عام خط

کی

تفسیر

مُصنّف
جاناتھن ٹرنز

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

ناشرین:

آوازِ حق

۲۰۰۱ء

فہرِستِ مضامین

باب　مضمُون　صفحہ

باب	مضمُون	صفحہ
ا	مُصنّف، مقصدِ تحریر اور پڑھنے والے	۷
۲	یسُوعؔ کون ہے؟	۹
۳	مسیح کی بخشش اور بُلانا	۱۲
۴	مسیح کے عِلم و پہچان میں آگے بڑھنا	۱۴
۵	اِیمان کی بُنیاد	۱۶
۶	نبیوں کا کلام	۱۸
۷	جھُوٹے اُستادوں کو کِس طرح پہچانا جائے؟	۲۰
۸	ایک اٹل ہلاکت	۲۳
۹	جھُوٹے اُستادوں کا کِردار	۲۶
۱۰	ایک جھُوٹا وعدہ	۲۹
۱۱	خُداوند کا حُکم اور تارِیخ کی گواہی	۳۱
۱۲	ذاتِ اِلٰہی کی گواہی اور مسیحیوں کی ذمہ داری	۳۳
۱۳	پاک صحیفوں کی گواہی اور مسیح میں پختگی	۳۵

تمہید

پاک کلام میں لکھا ہے، ''ہر ایک صحیفہ جو خُدا کے اِلہام سے ہے تعلیم اور اِلزام اور اِصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لِئے فائِدہ مند بھی ہے تاکہ مردِ خُدا کامِل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لِئے بِالکل تیّار ہو جائے۔'' (۲-تیمُتھیُس ۱۶:۳-۱۷)

''اِلہامی پیغام'' عُنوان کے تحت ہم آپ کی خدمت میں بائبل مُقدس کی مختلف کتابوں کی تفسیر پیش کرتے ہیں تا کہ نہ صِرف مسیحی بلکہ غیر مسیحی دوست بھی حکمت و زندگی سے بھرپور پاک کلام کو آسانی سے سمجھ کر خُدا کی نظر میں کامل و نیک بن سکیں۔ مگر آیئے سب سے پہلے یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ''اِلہام'' کیا ہے؟ اِلہام جس یُونانی لفظ کا ترجمہ ہے، اُس کا مطلب ہے ''وہ جو خُدا کی طرف سے پھُونکا گیا''۔ یعنی جس طرح خُدا نے عملِ تخلیق کے وقت اِنسان کے نتھنوں میں اپنی رُوح پھُونکی تھی، اُسی طرح اُس نے پاک صحیفوں میں بھی اپنی تخلیقی رُوح پھُونک دی ہے۔ رُوح اُلقُدس کی یہ سرگرمی ابتدائی کلیسیا کے لِئے اِس بات کا ثبوت تھی کہ یہ صحیفے اِلہامی ہیں۔ خُدا نے اپنے پاک رُوح کے وسیلے سے اپنا کلام اِنسانی لفظوں میں پھُونک دیا۔ اِسی ٹھوس حقیقت پر مسیحی کلیسیا نے ہمیشہ دعویٰ کِیا کہ بائبل مُقدّس ایک اِلہامی کتاب ہے، یعنی اُس کا منبع و سرچشمہ خُدا ہے۔ تو آیئے، ہم بائبل مُقدّس میں سے پطرسؔ کے دُوسرے عام خط کی تفسیر پر غور کریں:

پہلا باب

مُصنّف، مقصدِ تحریر اور پڑھنے والے

(۲-پطرس ۱:۱-۲)

جب لوگ بوڑھے ہو جاتے ہیں تو سوچتے ہیں کہ وہ اپنی آنے والی نسلوں کے لِئے ورثے میں کیا چھوڑے جا رہے ہیں۔ اور جب موت سامنے کھڑی ہو تو صِرف اُنہی چیزوں کو دُوسروں تک پہنچانے کا وقت ہوتا ہے جو زیادہ ضرُوری ہوتی ہیں۔ نہایت ضرُوری اور اہم چیزوں کو پورا کرنے کے لِئے غیرضرُوری اور کم اہم چیزوں کو ایک طرف رکھنا پڑتا ہے۔ پطرؔس رسُول نے اپنا یہ دُوسرا اِلہامی خط اُس وقت لکھا جب وہ موت کے بالکل قریب تھا۔ اُس کے خط کو بہتر طور پر سمجھنے کے لِئے ضرُوری ہے کہ ہم اِس حقیقت کو ذہن میں رکھیں۔ پطرؔس کے نزدیک اِس اِلہامی خط کا پیغام مسیح کے پیروکاروں کے لِئے سب سے اہم اور ضرُوری ہے۔

لیکن پطرؔس رسُول کے لِئے یہ خط لکھنا کیوں ضرُوری تھا؟ ایک وجہ تو یہ ہے کہ مسیح کے پیروکار پطرؔس کی تعلیم کو یاد رکھیں۔ پہلے باب کی ۱۴ آیت میں وہ کہتا ہے کہ مسیح نے اُس پر ظاہر کر دیا ہے کہ اُس کی موت نزدیک ہے۔ وہ لوگوں کو شخصی طور پر تعلیم دینے کے قابل نہ رہے گا۔ اِسی لِئے وہ آیت ۱۵ میں کہتا ہے، ''پس مَیں ایسی کوشش کرونگا کہ میرے اِنتقال کے بعد تُم اِن باتوں کو ہمیشہ یاد رکھ سکو۔''

ایک اَور وجہ خط لکھنے کی یہ تھی کہ اُس کا پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے۔ محدود ہونے کی وجہ سے ایک آدمی، ذاتی طور پر اِتنے لوگوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن تحریری شکل میں اُس کا تبلیغی کام جاری رہتا ہے اور پھلتا پھولتا رہتا ہے۔ اپنا پہلا اِلہامی خط پطرؔس رسُول نے خاص طور پر موجودہ مُلک تُرکی میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام لکھا، لیکن اُس کا دُوسرا اِلہامی خط اُن سب کے لِئے ہے جو مسیح پر ایمان رکھتے ہیں۔

پطرؔس رسُول یہ خط لکھنے کی بُنیادی وجہ ۳ باب کی پہلی آیت میں بتاتا ہے، ''اے عزیزو! اب مَیں تمہیں دُوسرا خط لکھتا ہُوں اور یاد دہانی کے طور پر دونوں خطوں سے تمہارے صاف دِلوں کو اُبھارتا ہُوں۔'' شائد اِس کا بہتر ترجمہ یہ ہو گا کہ،'' تمہاری خالص سوچ کو اُبھارتا ہُوں۔'' دُوسرے لفظوں میں یہ کہ پطرؔس رسُول چاہتا ہے کہ اُس کے خطوط پڑھنے والے ہرشخص کی سوچ خالص اور صاف ہو۔

ہماری سوچ خالص و صاف کیسے ہوسکتی ہے؟ اپنے دُوسرے اِلہامی خط میں پطرؔس رسُول کی دلیل کی بُنیاد یہ ہے کہ ہم مسیح کو کِس نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ کیا ہم مسیح کو خواہ وہ جیسا بھی ہے قبول کرنے کے لِئے تیار ہیں، یا ہم اُس کی حیثیت و اختیار کا اِنکار کریں گے؟

لیکن اِس سے پہلے کہ ہم آگے قدم اُٹھائیں ہمیں یاد رکھنے کی ضرُورت ہے کہ پطرؔس کون ہے۔ اُس نے اپنا خط اِن الفاظ سے شرُوع کِیا، ''شمعُوؔن پطرؔس کی طرف سے جو یِسُوؔع مسیح کا بندہ اور رسُول ہے...'' (۲-پطرس ۱:۱)

پطرؔس کا پیدائشی نام شمعُوؔن تھا۔ یہ ایک بہت عام سا نام تھا۔ اِس نام کے بہت سے لوگ ہیں جن کا پاک کلام میں ذکر ہے۔ درحقیقت ایک اَور رسُول کا نام بھی شمعُوؔن تھا۔ لیکن اِس میں قطعی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ خط کِس نے لکھا کیونکہ لکھنے والا اپنے آپ کو شمعُوؔن پطرس کے نام سے متعارف کرواتا ہے۔ پطرؔس وہ نام ہے جو مسیح نے اُسے دیا، اور یہی نام ہے جو اُسے دُوسرے شمعُوؔن سے جُدا کرتا ہے۔ پطرؔس رسُول یہ خط بحیثیت ایک ایسے شخص کے لکھ رہا ہے جس کی زِندگی مسیح نے تبدیل کر دی ہے۔

وہ اپنے آپ کو یِسُوؔع مسیح کا ''رسُول'' کہتا ہے۔ یہ عُہدہ پطرؔس کے اِختیار کو نمایاں کرتا ہے جس کی بِنا پر وہ یہ خط لکھ سکا۔ مسیح نے اپنے کچھ شاگردوں کو رسُول ہونے کے لِئے چُنا تاکہ وہ ایک خاص قِسم کا کام سر انجام دیں اُس نے اُن سے کہا، تم ''...یرؔوشلیم اور تمام یہُودؔیہ اور سامؔریہ میں بلکہ زمین کی اِنتہا تک میرے گواہ ہو گے۔'' (اعمال۱:۸) یہ اِلہامی خط پڑھتے ہُوئے ہمیں یاد رکھنا ضرُوری ہے کہ الفاظ تو پطرؔس رسُول کے ہیں

مگر پیغام درحقیقت مسیح کا ہے۔
اپنے پہلے اِلہامی خط میں بھی پطرسؔ اپنے آپ کو رسُول کہتا ہے، لیکن دُوسرے خط میں وہ اپنے آپ کو مسیح کا بندہ یعنی غُلام بھی کہتا ہے۔ دُوسرے باب میں وہ کہتا ہے کہ جھوٹے اُستاد اپنے مالک یعنی مسیح کا اِنکار کرتے ہیں جس نے اُنہیں خریدا ہے۔ پطرسؔ کہتا ہے کہ اُس کا پیغام صِرف اِس لئِے ہی قابلِ بھروسہ نہیں کہ وہ ایک رسُول ہے بلکہ اِس لئِے بھی قابلِ بھروسہ ہے کہ وہ مسیح کا بندہ یعنی غُلام ہے۔ وہ اپنے اِختیار سے یہ خط نہیں لکھ رہا بلکہ اپنے مالک کے اِختیار کو اِستعمال کرتے ہُوئے لکھ رہا ہے۔ دُوسری طرف جھوٹا اُستاد جو مسیح کے مالک ہونے کا اِنکار کرتا ہے جھوٹے پیغام کی مُنادی کرتا ہے۔
پطرسؔ رسُول لکھتا ہے، ''...اُن لوگوں کے نام جنھوں نے ہمارے خُدا اور مُنّجی یِسُوعؔ مسیح کی راستبازی میں ہمارا سا قیمتی اِیمان پایا ہے۔ خُدا اور ہمارے خُداوند یِسُوعؔ کی پہچان کے سبب سے فضل اور اِطمینان تمہیں زیادہ ہوتا رہے۔'' (۲-پطرس ۱:۱-۲)
ہم اِس سلام و آداب سے بہت سی باتیں سیکھ سکتے ہیں۔ پہلی تو یہ کہ پطرسؔ، مسیح کے پیروکاروں کو یہ خط لکھ رہا ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو مسیح کے سُپرد کرنے کے لئِے تیار نہیں تو پطرسؔ اپنے پڑھنے والوں کو جو مکمل اعتماد اور بھرپور حوصلہ دے رہا ہے وہ ہمارے لئِے نہیں۔
دُوسری بات جو اِس سے سیکھ سکتے ہیں یہ ہے کہ خُدا کی نظر میں مسیح کے سارے پیروکار برابر ہیں۔ لوگوں نے اپنے آپ کو مختلف طبقوں میں بانٹ رکھا ہے یعنی نسلی و مُلکی تعلق، سماجی طبقہ، معاشی حیثیت اور تعلیمی معیار، لیکن پطرسؔ رسُول اِن چیزوں پر بالکل دھیان نہیں دیتا۔ وہ اُن میں جو مسیح کو شخصی طور پر جانتے ہیں یا جنھوں نے صِرف دُوسروں کی تبلیغ سے اُس کا نام سُنا ہے کوئی فرق محسوس نہیں کرتا ہے۔ اُس کے نزدیک صِرف ایک چیز ضرُوری ہے کہ کیا ہم مسیح کے وسیلے سے اِیمان لائے ہیں یا نہیں؟ پولُسؔ رسُول اِس کی یوں وضاحت کرتا ہے، ''کیونکہ تم سب اُس اِیمان کے وسیلہ سے جو مسیح یِسُوعؔ میں ہے خُدا کے فرزند ہو۔ اورتم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا۔ نہ کوئی یہُودی رہا نہ یُونانی۔ نہ کوئی غُلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یِسُوعؔ میں ایک ہو۔'' (گلتیوں ۳:۲۶-۲۸)
پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ اِیمان قیمتی ہے۔ اِیمان دو طرح سے قیمتی ہے۔ پہلا یہ کہ مسیح نے ہماری خاطر اپنی جان دے دی تاکہ اُس پر اِیمان لانے کے وسیلے سے ہمیشہ کی زِندگی پائیں۔ ہمیشہ کی زندگی سے زیادہ اَور کونسی چیز قیمتی ہو گی؟ دُوسرا یہ کہ مسیح پر ہمارے اِیمان ہی کی بدولت ہم خُدا کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ مسیح پر اِیمان کی خاطر ہمیں ہر چیز کو چھوڑ دینا چاہیے۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ پطرسؔ کہتا ہے کہ ہم نے یہ اِیمان مسیح کی راستبازی کے وسیلے سے حاصل کِیا ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کی راستبازی اُن کو خُدا کی نظر میں مقبول ٹھہرائے گی۔ لیکن ایسا نہیں ہے، جیسا کہ یسعیاہؔ نبی نے لکھا ہے، ''...ہماری تمام راستبازی ناپاک لباس کی مانند ہے...'' (یسعیاہ ۶۴:۶) اگر ہم خُدا کو خوش کرنا چاہتے ہیں تو نہایت ضرُوری ہے کہ ہم مسیح کی راستبازی پر بھروسہ کریں۔
پطرسؔ رسُول اپنے سلام و آداب کو اِس دُعا کے ساتھ ختم کرتا ہے کہ خط کے پڑھنے والوں کو خُدا کا بھاری فضل اور اِطمینان حاصل ہو، لیکن وہ کہتا ہے کہ فضل اور اِطمینان یِسُوعؔ مسیح کی پہچان سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ ''پہچان'' کے لئِے جو لفظ ترجمہ کِیا گیا ہے اُس کا دُوسرا مطلب ہے ''مکمل علم۔'' پطرسؔ رسُول کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جتنا زیادہ ہم مسیح کو جانیں گے، اُتنا زیادہ فضل اور اِطمینان ہمیں حاصل ہو گا۔

دُوسرا باب

یِسُوعؔ کون ہے؟

(۲-پطرس ۱:۱-۲)

پطرسؔ رسُول نے اپنے اِلہامی خطوط اِس لِئے لکھے ہیں کہ پڑھنے والوں کی سوچ پاک و خالص ہو۔ اُس کے دُوسرے اِلہامی خط کی بُنیادی دلیل یہ ہے کہ ہم مسیح یِسُوعؔ کی صحیح پہچان حاصل کر کے ہی پاک اور خالص سوچ رکھ سکتے ہیں۔ اگر ہمیں مسیح کی بہتر و صحیح سمجھ ہو اور ہم اُس کے اِختیار کو قبول کر لیں تو پھر ہمیشہ کی زِندگی کے وارث ہوں گے۔ اور دُوسری طرف اگر ہم مسیح کی حیثیت کو رد کریں تو گمراہی میں پھنس جائیں گے۔ ہم بڑی آسانی سے جھوٹی تعلیم کے جال میں آ جائیں گے، اور خُدا کے وعدوں کے بارے میں دِل میں غلط فہمی پیدا کر لیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ہمارے لِئے تباہی و بربادی کا باعث ٹھہرے گا۔ یہ سب کچھ مدِ نظر رکھتے ہُوئے آئیں دیکھیں کہ مسیح کون ہے؟ پطرسؔ اُس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ پہلے باب کی پہلی دو آیات میں پطرسؔ رسُول لکھتا ہے،''شمعُونؔ پطرس کی طرف سے جو یِسُوعؔ مسیح کا بندہ اور رسُول ہے، اُن لوگوں کے نام جنہوں نے ہمارے خُدا اور مُنّجی یِسُوعؔ مسیح کی راستبازی میں ہمارا سا قیمتی اِیمان پایا ہے۔ خُدا اور ہمارے خُداوند یِسُوعؔ کی پہچان کے سبب سے فضل اور اِطمینان تمہیں زیادہ ہوتا رہے۔'' اِس چھوٹی سی سلام دُعا میں پطرسؔ رسُول مسیح کے بارے میں بہت کچھ بتا دیتا ہے کہ وہ کون ہے۔

پطرسؔ اپنے آپ کو مسیح کا بندہ یا غُلام کہتا ہے۔ اگر پطرسؔ رسُول غُلام ہے تو مسیح اُس کا مالک ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مسیح اُس کا مالک کیسے بن گیا؟ ۲ باب کی ایک آیت میں پطرسؔ بتاتا ہے کہ مسیح اُن کا جو اُس کی پیروی کرتے ہیں مالک ہے کیونکہ اُس نے اُن کی قیمت ادا کر کے خرید لیا ہے۔ لیکن اُس نے اُنہیں کِس سے یا کِس طرح خریدا ہے؟ پطرسؔ رسُول اِس سوال کا ۲ باب کی ۱۹ آیت میں جواب دیتے ہُوئے لکھتا ہے،

''...جو شخص جس سے مغلوب ہے وہ اُس کا غُلام ہے۔''

ہم نے گُناہ کو غالب آنے دیا، اور اِس طرح گُناہ کے غُلام بن گئے ہیں۔ لیکن مسیح نے قیمت ادا کر کے ہمیں گُناہ سے بچا لیا ہے۔ اُس نے ہمیں یہ آزادی دے رکھی ہے کہ ہم گُناہ کی غُلامی کو چُن کر غُلام ہی بنے رہیں یا اُس کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ مسیح کے پیروکاروں کو پَولُسؔ رسُول اِس کی یوں وضاحت کرتا ہے،''...اگرچہ تم گُناہ کے غُلام تھے تو بھی دِل سے اُس تعلیم کے فرمانبردار ہو گئے جس کے سانچے میں تم ڈھالے گئے تھے۔ اور گُناہ سے آزاد ہو کر راستبازی کے غُلام ہو گئے۔'' (رومیوں ۶:۱۷-۱۸)

گُناہ سے آزاد کرنے کی ہماری کیا قیمت ادا کرنی پڑی؟ مسیح کے بارے میں پاک کلام میں لکھا ہے،''...اپنے خُون سے ہر ایک قبیلہ اور اہلِ زبان اور اُمّت اور قوم میں سے خُدا کے واسطے لوگوں کو خرید لیا۔'' (مُکاشفہ ۵:۹)

کیونکہ یِسُوعؔ مسیح نے ہمیں گُناہ کی غُلامی سے رہائی بخشی ہے اِس لِئے پطرسؔ رسُول اُسے مُنّجی بھی کہتا ہے۔ پَولُسؔ رسُول، خُدا کے بارے میں لکھتے ہُوئے کہتا ہے،''اُسی نے ہم کو تاریکی کے قبضہ سے چھڑا کر اپنے عزیز بیٹے کی بادشاہی میں داخل کِیا۔ جس میں ہم کو مخلصی یعنی گُناہوں کی مُعافی حاصل ہے۔ (کُلسّیوں ۱:۱۳-۱۴)

یِسُوعؔ کے لِئے پطرسؔ رسُول ایک اَور نام یعنی ''مسیح'' اِستعمال کرتا ہے، جس کا مطلب ہے مَسح کِیا گیا۔ یہُودی قومی پیشوا اور رُوحانی راہنما تیل سے مَسح ہو کر اپنے عُہدے پر مقرر ہوتے تھے اور یہُودی نبیوں نے بھی پیشن گوئی کی تھی کہ خُدا ایک بہت بڑے راہنما کو مَسح کرے گا۔ مثال کے طور پر زبُور کی کتاب میں لکھا ہے،''خُداوند اور اُس کے مسیح کے خلاف زمین کے بادشاہ صف آرائی کر کے اور حاکم آپس میں مشورہ کر کے کہتے ہیں...'' (زبُور ۲:۲)

آنے والے مسیح کا وعدہ، یسُوعؔ میں پورا ہو گیا۔ خُدا نے خود یسُوعؔ کو مَسح کِیا۔ پاک کلام میں لکھا ہے،"...خُدا نے یسُوعؔ ناصری کو رُوح اُلقُدس اور قدرت سے... مَسح کِیا..." (اعمال ۱۰:۳۸)
لیکن خُدا کے مَسح کرنے سے یسُوعؔ کو کونسا عُہدہ مِلا؟ خُدا کے مَسح کرنے سے یسُوعؔ کو سب سے پہلے نبی کا عُہدہ مِلا۔ نبی کا کام ہے کہ خُدا کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا۔ مسیح یسُوعؔ نے فرمایا،"...مَیں... اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا بلکہ جس طرح باپ نے مجھے سکھایا اُسی طرح یہ باتیں کہتا ہُوں۔" (یُوحنّا ۸:۲۸)
مَسح کرنے سے یسُوعؔ کو سردار کاہن کا عُہدہ بھی مِلا۔ کاہن کا کام ہے کہ وہ گُناہگاروں کی خاطر قربانیاں گزرانیں اور لوگوں کی اِلتجاؤں اور دُعاؤں کو خُدا کے سامنے پیش کرے۔ مسیح یسُوعؔ نے یہ دونوں کام کِئے۔ اُس نے اپنی بے گُناہ زِندگی ہماری خاطر قربان کر دی اور ہماری اِلتجاؤں اور دُعاؤں کو خُدا کے حضور پیش کرتا ہے۔ پاک کلام میں لکھا ہے،"...خُدا ایک ہے اور خُدا اور اِنسان کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنی مسیح یسُوعؔ جو اِنسان ہے جس نے اپنے آپ کو سب کے فدیہ میں دیا کہ مناسب وقتوں پر اِس کی گواہی دی جائے۔" (۱-تیمُتھیُس ۲:۵-۶)
مَسح کرنے سے خُدا نے یسُوعؔ کو تیسرا عُہدہ یہ بخشا کہ وہ بادشاہ بن گیا۔ مسیح یسُوعؔ نے فرمایا،"...آسمان اور زمین کا کُل اِختیار مجھے دیا گیا ہے۔" (متّی ۲۸:۱۸) مختصر یہ کہ جب ہم یسُوعؔ کو"مسیح" کہتے ہیں تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ نبی، کاہن اور بادشاہ ہے۔
کیونکہ مسیح یسُوعؔ کے پاس بادشاہ ہونے کے ناطے زمین و آسمان کا ایسا اِختیار ہے، پطرسؔ رسُول اُسے خُداوند بھی کہتا ہے۔ اِس سے ایک اَور سوال اُبھرتا ہے۔ پطرسؔ نے جو لفظ اِستعال کِیا ہے اُس کا مطلب ہے"اِلٰہی حکمران۔" ایک اِنسان کیسے اِلٰہی ہو سکتا ہے، خواہ وہ بے گُناہ مسیح ہی کیوں نہ ہو؟ پطرسؔ رسُول اِس کا جواب دیتے ہُوئے ہمیں ایک اَور اُلجھن میں ڈال دیتا ہے جب لکھتا ہے کہ"...جنھوں نے ہمارے خُدا اور مُنجّی یسُوعؔ مسیح کی راستبازی میں..." (۲-پطرس ۱:۱)
اِس جُملے میں پطرسؔ رسُول بہت صفائی سے یسُوعؔ کو"خُدا" کہتا ہے۔ پاک صحائف یہ بھی کہتے ہیں کہ" اُلُوہیّت کی ساری معمُوری اُسی میں مُجسّم ہو کر سکُونت کرتی ہے۔" (کُلسّیوں ۲:۹) ایک اَور مقام پر مسیح یسُوعؔ کے بارے میں لکھا ہے،"اِبتدا میں کلام تھا اور کلام خُدا کے ساتھ تھا اور کلام خُدا تھا۔ یہی اِبتدا میں خُدا کے ساتھ تھا۔" (یُوحنّا ۱:۱-۲) اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کو ہماری طرح تخلیق نہیں کِیا گیا، بلکہ وہ ازل سے ہی خُدا کے ساتھ ساتھ ہے۔ مسیح نے اپنے بارے میں خود کہا،"...جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا..." (یُوحنّا ۱۴:۹) اور"...مَیں اور باپ ایک ہیں۔" (یُوحنّا ۱۰:۳۰)
جبکہ مسیح یسُوعؔ اِن حوالوں میں خُدا کو"باپ" کہہ کر مخاطب ہوتا ہے، تو پطرسؔ رسُول کا دُوسرے اِلہامی خط کے پہلے باب اور اُس کی ۱۷ آیت میں مسیح کو"بیٹا" کہنا نہایت مناسب ہے۔ یہ بات خاص طور پر ذہن میں رکھنے کی ضرُورت ہے کہ"بیٹا" جسمانی رشتے کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ رُوحانی رشتہ کو ظاہر کرتا ہے۔ مسیح یسُوعؔ کو خُدا کا جسمانی بیٹا کہنا کفر ہے۔ پاک صحائف مسیح کو تین وجوہات کی بِنا پر خُدا کا بیٹا کہتے ہیں:
نمبر۱، کیونکہ اُس کا کوئی جسمانی باپ نہیں ہے۔
نمبر۲، کیونکہ اُس کی زِندگی سے خُدا کے کردار و طبیعت کی مکمل تصویر نظر آتی تھی۔
نمبر۳، مسیح کی اپنے بارے میں گواہی۔ مثال کے طور پر اُس نے یہُودیوں سے کہا،"...میری بڑائی میرا باپ کرتا ہے جِسے تم کہتے ہو کہ ہمارا خُدا ہے۔" (یُوحنّا ۸:۵۴) اگر ہم مسیح یسُوعؔ کو ایک نبی کی حیثیت سے قبول کرتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ اُس کی اپنے بارے میں گواہی بھی قبول کریں۔
اگرچہ پطرسؔ رسُول پہلی آیت میں مسیح کو"خُدا" کہتا ہے، مگر آیت ۲ میں وہ اِن کے درمیان فرق کو واضح کرتے ہُوئے کہتا ہے،"خُدا اور ہمارے خُداوند یسُوعؔ کی پہچان کے سبب سے فضل اور اِطمینان تمہیں زیادہ ہوتا رہے۔"
کیا اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ مسیح کے پیروکار دو خُداؤں کو مانتے ہیں؟ ہرگز نہیں، آیئے ذرا اِس مسئلے کے بارے میں غلط فہمی دُور کر دیں۔ شرُوع

سے لے کر آخر تک پاک صحائف بڑی صفائی کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ خُدا صِرف ایک ہے۔ مسیح کے پیروکار نہ تو خُدا کو تقسیم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی کِسی اَور کو اُس کے مقابل کھڑا کرتے ہیں۔ خُدا ایک ہے اور ہمیشہ ایک رہے گا۔ لیکن اگر خُدا ایک ہے تو پھر مسیح اور باپ دونوں خُدا کیسے ہو سکتے ہیں؟ اگر مسیح کے پیروکاروں سے یہ سوال پوچھا جائے تو وہ بڑی صفائی سے تسلیم کریں گے کہ اِس مسئلے کے بارے میں وہ مکمل سمجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ خود ہی سوچیئے کہ تخلیق اپنے تخلیق کار کے بارے میں مکمل سمجھ بوجھ کیسے رکھ سکتی ہے؟ خُدا کے ساتھ بحث مباحثہ کرنا ہمارا کام نہیں ہے، ہاں ہمارا کام یہ ہے کہ بڑی حلیمی و فروتنی سے اُس حقیقت کو تسلیم کر لیں جو اُس نے اپنے پاک کلام میں ہمارے لِئے ظاہر کی ہے۔ پاک صحائف کہتے ہیں کہ خُدا زمین پر مسیح یِسُوعؔ کی شکل میں آیا تا کہ اپنی بنائی ہُوئی مخلوق کو گُناہ کی تباہ کاریوں سے بچائے۔

تیسرا باب

مسیح کی بخشش اور بُلانا

(۲-پطرس ۱:۳-۴)

اپنے دُوسرے اِلہامی خط میں پطرسؔ رسُول مسیح کے پیروکاروں کو کہتا ہے کہ وہ مسیح یسُوعؔ کی مکمل پہچان کے سبب سے فضل اور اطمینان پائیں گے۔ اگر ہم اطمینان و سکون پانا چاہتے ہیں تو نہایت ضرُوری ہے کہ جانیں کہ مسیح کون ہے۔ پطرسؔ رسُول اُسے خُدا، مُنجّی، مسیح، خُداوند اور مالک کہتا ہے۔ لیکن جوعلم و پہچان پطرسؔ رسُول نے اِن خطوط میں پیش کی ہے وہ یسُوعؔ کی حیثیت کو صِرف ذہنی طور پر تسلیم کر لینے سے کہیں زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم سچے دِل سے پہچانیں کہ یسُوعؔ ہی مسیح ہے تو پھر ہم یہ بھی جانیں گے کہ خُدا نے اُسے سردار کاہن ہونے کے لِئے مَسح کِیا اور ہم یسُوعؔ کے نام سے اپنی اِلتجائیں اور دُعائیں خُدا کے سامنے پیش کریں گے۔ اگر ہم سچے دِل سے جانیں کہ یسُوعؔ ہی مالک ہے تو پھر ہم یہ بھی جانیں گے کہ ہم اُس کے نوکر ہیں اور ہمیں اُس کی تابعداری کرنا ہے۔

مسیح یسُوعؔ کی سچی پہچان اور علم نہ صِرف ہمیں اُس کی تابعداری کرنے پر مجبور کرتا ہے بلکہ ایسی برکات سے بھی نوازتا ہے جن کا کوئی ثانی نہیں۔ پہلے باب کی ۳ سے ۴ آیت میں پطرسؔ رسُول لکھتا ہے، ''...اُس کی اِلٰہی قدرت نے وہ سب چیزیں جو زِندگی اور دینداری سے متعلق ہیں ہمیں اُس کی پہچان کے وسیلہ سے عنایت کیں جس نے ہم کو اپنے خاص جلال اور نیکی کے ذریعہ سے بُلایا، جن کے باعث اُس نے ہم سے قیمتی اور نہایت بڑے وعدے کِئے تاکہ اُن کے وسیلہ سے تم اُس خرابی سے چھوٹ کر جو دُنیا میں بُری خواہش کے سبب سے ہے ذاتِ اِلٰہی میں شریک ہو جاؤ۔''

مسیح یسُوعؔ کے پاس اِلٰہی قدرت ہے، کیونکہ جیسا کہ پطرسؔ رسُول نے ۲ آیت میں پہلے ہی کہا وہ خُداوند ہے۔ اِس اِلٰہی قدرت ہی کی وجہ سے مسیح اِس قابل ہے کہ وہ ہمیں ہر وہ چیز مہیا کرے جو زِندگی اور دینداری دونوں کی ضرُوریات کو پورا کر سکے۔ یہ بات بالکل واضح نہیں ہے کہ پطرسؔ رسُول کا مطلب یہ ہے کہ مسیح ہماری روزمرہ ضرُوریات کی ہر چیز مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری رُوحانی ضرُوریات بھی پوری کرے گا، یا اُس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیں ہر وہ چیز مہیا کرے گا جو خُدا پرستی کی زِندگی گزارنے کے لِئے اہم و ضرُوری ہو گی۔ اِس سے جو بھی نتیجہ کیوں نہ نکلتا ہو پطرسؔ رسُول کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مسیح یسُوعؔ سب چیزیں مہیا کرے گا۔ اِس سے صاف ظاہر ہُوا کہ اُس کی مہیا و فراہم کرنے کی کابلیت مکمل ہے۔ اِن ضرُوریات کو پورا کرنے کے لِئے ہمیں کِسی اَور طرف دیکھنے، یا کِسی اَور طرف جانے کی بھی ضرُورت نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم اکثر محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں وہ سب کچھ نہیں مِلا جو زِندگی گزارنے اور دینداری کے لِئے ضرُوری ہے۔ ہم اکثر سوچتے ہیں کہ ہمارے پاس ضرُورت کی چیزوں کی کمی ہے۔ اگر ایسا ہے تو پطرسؔ رسُول کیوں کہتا ہے کہ مسیح یسُوعؔ سب چیزیں مہیا کرتا ہے؟ اِس سوال کا جواب ہمیں اُس وقت مِلے گا جب ہم غور کریں گے کہ یسُوعؔ کِس طرح سے مہیا کرتا ہے۔ پطرسؔ کہتا ہے کہ مسیح ہمیں دیتا ہے اُس علم و پہچان کے وسیلے سے جو ہم اُس کے بارے میں رکھتے ہیں۔ وہ ہمیں علم و پہچان کی مقدار کے مطابق دیتا ہے۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری زِندگی میں کمی ہے تو ہمیں جان لینا چاہیے کہ ہمارا مسیح کے بارے میں علم اُتنا نہیں جتنا ہونا چاہیے۔ جتنا زیادہ ہم مسیح پر اعتماد و بھروسہ رکھیں گے اُتنا زیادہ وہ ہمیں حالات کا سامنا کرنے کے لِئے تیار کرے گا۔ پولُسؔ رسُول لکھتا ہے، ''...مجھ کو یقین ہے کہ خُدا کی جو محبّت ہمارے خُداوند مسیح یسُوعؔ میں ہے اُس سے ہم کو نہ موت جدا کر سکے گی نہ زِندگی، نہ فرشتے نہ حکومتیں۔ نہ حال کی نہ اِستقبال کی چیزیں۔ نہ قدرتیں نہ بلندی نہ پستی نہ کوئی اَور مخلوق۔'' (رومیوں ۸:۳۸-۳۹)

یہ بات سمجھنے کی ضرُورت ہے کہ خُدا نے کبھی وعدہ نہیں کِیا کہ مسیح کے پیروکاروں کی زِندگی دُکھوں تکلیفوں سے بالکل آزاد ہو گی۔ یہ اُس کا مقصد نہیں ہے۔ پطرسؔ کہتا ہے کہ اُس کا مقصد ہے کہ''...ذاتِ اِلٰہی میں شریک ہو جاؤ۔'' (۲-پطرس ۱:۴) جتنا زیادہ ہم مسیح یِسُوعؔ کو جانیں گے، اُتنا زیادہ ہم اُس کی مانند بننے کی کوشش کریں گے۔ اور یہی وہ مقصد ہے جس کو پورا کرنے کے لِئے یِسُوعؔ مسیح ہمیں سب چیزیں مہیا کرتا ہے۔ پَولُسؔ رسُول لکھتا ہے،''اور ہم کو معلوم ہے کہ سب چیزیں مِل کر خُدا سے محبّت رکھنے والوں کے لِئے بھلائی پیدا کرتی ہیں، یعنی اُن کے لِئے جو خُدا کے اِرادہ کے موافق بُلائے گئے۔ کیونکہ جن کو اُس نے پہلے سے جانا اُن کو پہلے سے مقرّر بھی کِیا کہ اُس کے بیٹے کے ہمشکل ہوں...'' (رومیوں ۸:۲۸-۲۹)

ہمارے پاس خواہ زیادہ ہو یا کم، ہم کِسی بھاری مصیبت کا سامنا کر رہے ہوں یا نہ کر رہے ہوں، خُدا ہمیں بالکل وہی چیز مہیا کرتا ہے جو ہمیں مسیح یِسُوعؔ کی مانند بناتی ہے۔ اور یہی وہ مقصد ہے جس کے تحت پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ مسیح یِسُوعؔ وہ سب چیزیں مہیا کرتا ہے جو زِندگی اور دینداری کے لِئے ضرُوری ہوتی ہیں۔

پطرسؔ رسُول لکھتا ہے کہ مسیح کے پیروکار بُلائے گئے ہیں، لیکن وہ کیوں بُلائے گئے ہیں؟ کیا اُن کی نیکی و بھلائی کی وجہ سے؟ نہیں، پطرسؔ بہت صفائی سے بیان کرتا ہے کہ مسیح نے ہمیں اِس لِئے نہیں بُلایا کہ ہم نیک و راستباز ہیں بلکہ اِس لِئے کہ وہ نیک و راستباز ہے۔ دُنیا میں بہت سے ایسے ہیں جو سوچتے ہیں کہ وہ اپنے نیک و پارسا اعمال کی وجہ سے نجات حاصل کر لیں گے، لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو خُدا کے معیار تک پورا اُتر سکے۔ جیسا کہ پَولُسؔ رسُول لکھتا ہے،''...سب نے گُناہ کِیا اور خُدا کے جلال سے محرُوم ہیں...'' (رومیوں ۳:۲۳) ہم اپنی نجات خود حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ مسیح یِسُوعؔ کا ہمارے لِئے تحفہ ہے جو وہ ہمیں اپنی نیکی و راستبازی کی وجہ سے بخشتا ہے۔

لیکن یہ صِرف مسیح ہی نہیں جو ہمیں بُلاتا ہے۔ پطرسؔ رسُول مسیح کے بُلاوے اور دُنیا کے بُلاوے میں فرق ظاہر کرتا ہے۔''دُنیا'' کا لفظ اِستعمال کر کے پطرسؔ محض زمین کی بات نہیں کر رہا، بلکہ وہ رُوحانی انداز میں بھی یہ لفظ اِستعمال کر رہا ہے کیونکہ وہ بُری خواہشوں کا ذکر کر رہا ہے جو دُنیا میں ہیں۔ پطرسؔ رسُول کا مطلب اَور واضح ہو جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یُوحنّاؔ رسُول نے اِن لفظوں کو کیسے اِستعمال کِیا۔ وہ لکھتا ہے،''نہ دُنیا سے محبّت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دُنیا میں ہیں۔ جو کوئی دُنیا سے محبّت رکھتا ہے اُس میں باپ کی محبّت نہیں۔ کیونکہ جو کچھ دُنیا میں ہے یعنی جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زِندگی کی شیخی وہ باپ کی طرف سے نہیں بلکہ دُنیا کی طرف سے ہے۔'' (۱-یُوحنّا ۲:۱۵-۱۶)

دونوں بُلاوے یعنی مسیح کا بُلاوا اور دُنیا کا بُلاوا اپنے ساتھ وعدے بھی رکھتے ہیں۔ پطرسؔ رسُول اپنے اِس خط کے ۲ باب میں واضح کرتا ہے کہ دُنیا کے بُلاوے کی ایک کشش و رنگینی عیش و عشرت ہے۔ اور کِسی حد تک دُنیا اِس وعدے کو پورا کر سکتی ہے۔ لیکن پطرسؔ رسُول یہ بھی کہتا ہے کہ یہ عیش و عشرت عارضی ہے اور اِس کی بھاری قیمت بھی ادا کرنی پڑتی ہے۔ دُنیا کا بُلاوا آزادی فراہم کرنے کا جھوٹا وعدہ بھی کرتا ہے۔ ۲ باب کی ۱۹ آیت میں پطرسؔ جھوٹے نبیوں کے بارے میں لکھتا ہے،''وہ اُن سے تو آزادی کا وعدہ کرتے ہیں اور آپ خرابی کے غُلام بنے ہُوئے ہیں کیونکہ جو شخص جس سے مغلوب ہے وہ اُس کا غُلام ہے۔''

پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ دُنیا کے وعدوں کے برعکس، مسیح یِسُوعؔ کے وعدے،''نہایت بڑے اور قیمتی'' ہیں۔ (۲-پطرس ۱:۴) ۳ باب کی ۱۳ آیت میں پطرسؔ اُن وعدوں کی وضاحت کرتے ہُوئے لکھتا ہے،''لیکن اُس کے وعدہ کے موافق ہم نئے آسمان اور نئی زمین کا اِنتظار کرتے ہیں جن میں راستبازی بسی رہیگی۔''

مسیح کے بُلاوے اور دُنیا کے بُلاوے کی تابعداری کر کے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے؟ پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ دُنیا کے بُلاوے پر توجہ کر کے ہم غُلامی اور خرابی میں پھنس جائیں گے۔ دُوسری طرف مسیح یِسُوعؔ کے وعدوں پر اعتماد و بھروسہ کر کے دُنیا کی خرابی و غُلامی سے نکل کر ذاتِ اِلٰہی میں شریک ہو جائیں گے۔

اب یہ ہم پر ہے کہ کِس بُلاوے کی تابعداری کریں۔ کیا ہم مسیح کے بُلاوے کا، یا دُنیا کے بُلاوے کا جواب دینا چاہتے ہیں؟

چوتھا باب

مسیح کے عِلم و پہچان میں آگے بڑھنا

(۲-پطرس ۱:۵-۱۱)

پطرؔس رسُول کے دُوسرے اِلہامی خط کا مرکزی موضوع یہ ہے کہ جھوٹے اُستادوں کی غلطیوں اور خُدا کے وعدوں کے بارے میں غلط فہمیوں سے بچنے کے لِئے نہایت ضرُوری ہے کہ ہم صحیح طور پر جانیں کہ مسیح یسُوعؔ کون ہے۔ لیکن مسیح کی صحیح سمجھ بوجھ رکھنا کہ وہ کون ہے محض ذہنی علم رکھنے سے کہیں زیادہ ہے۔ مسیح کے بارے میں جان پہچان رکھنا ہی کافی نہیں، ضرُوری ہے کہ ہم اُس کو جانیں۔ مسیح کے بارے میں محض جاننا ہمارے لِئے بے کار اور بے پھل زِندگی کا سبب بنے گا مگر مسیح کو جاننا، مسیح کی مانند بننے کا سبب بنے گا۔

پہلے باب کی ۳ سے ۴ آیت میں پطرؔس رسُول لکھتا ہے کہ مسیح کی پہچان ہمیں اِس قابل بناتی ہے کہ ہم بُری خواہشوں کے سبب سے دُنیا میں پھیلی ہُوئی خرابی سے چُھوٹ کر ذاتِ اِلٰہی میں شریک ہو جائیں۔ آیت ۵ سے ۱۱ میں پطرؔس لکھتا ہے، ''پس اِسی باعث تم اپنی طرف سے کمال کوشش کر کے اپنے ایمان پر نیکی، اور نیکی پر معرفت، اور معرفت پر پرہیزگاری، اور پرہیزگاری پر صبر، اور صبر پر دینداری، اور دینداری پر برادرانہ اُلفت، اور برادرانہ اُلفت پر محبّت بڑھاؤ۔ کیونکہ اگر یہ باتیں تم میں موجود ہوں اور زیادہ بھی ہوتی جائیں تو تم کو ہمارے خُداوند یسُوعؔ مسیح کے پہچاننے میں بیکار اور بے پھل نہ ہونے دیں گی۔ اور جس میں یہ باتیں نہ ہوں، وہ اندھا ہے اور کوتاہ نظر، اور اپنے پہلے گُناہوں کے دھوئے جانے کو بھولے بیٹھا ہے۔ پس اَے بھائیو! اپنے بُلاوے اور برگزیدگی کو ثابت کرنے کی کوشش کرو کیونکہ اگر ایسا کرو گے تو کبھی ٹھوکر نہ کھاؤ گے۔ بلکہ اِس سے تم ہمارے خُداوند اور مُنجّی یسُوعؔ مسیح کی ابدی بادشاہی میں بڑی عزت کے ساتھ داخِل کِئے جاؤ گے۔''

اِس بیان میں پطرؔس رسُول سات خوبیوں کا ذکر کرتا ہے جن کو مسیح کے پیروکاروں کی زِندگی کا حِصّہ بننا چاہیے۔ یہ خوبیاں ہیں نیکی، معرفت، پرہیزگاری، صبر، دینداری، برادرانہ اُلفت (یعنی ایسا میل جُول جو گھر کے افراد ایک دُوسرے سے رکھتے ہیں) اور محبّت ایسی کہ جس میں قربانی کا جذبہ اور کِسی قِسم کی شرط کے بغیر پیار شامل ہو بالکل ویسا پیار جیسا خُدا کو ہم سے ہے۔

پہلی غور طلب بات یہ ہے کہ اِن خوبیوں کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کے لِئے ضرُور ہے کہ پہلے سے کوئی ایسی چیز موجود ہو جس میں مِل کر یہ خوبیاں اپنا اثر دِکھائیں۔ پطرؔس رسُول اُس چیز، اُس خوبی کو ''اِیمان'' کہتا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں یہ کہ پطرؔس یہ سمجھتا ہے کہ اُس کا خط پڑھنے والے پہلے ہی سے با اِیمان ہیں۔ اِس کا بالکل آسان سا مطلب ہے کہ اگر کِسی کا پہلے مسیح یسُوعؔ پر ایمان نہیں ہے تو پھر پطرؔس رسُول کی ہدایات کی پیروی اُس کے لِئے بے معنی ہے۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو درحقیقت اُس کا یہ عمل اِیمان نہ ہونے کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو نجات دہندے کے سُپرد کرنے کی بجائے اپنی ہمت و طاقت سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ پطرؔس رسُول اپنے پڑھنے والوں کو زور دیتے ہُوئے کہتا ہے، ''کمال کوشش کر کے'' یہ خوبیاں اپنی زِندگی میں شامل کرو۔ (۲-پطرس ۱:۵) لیکن ہمیں یہ سب کچھ حاصل کرنے کے لِئے خُدا کی طاقت پر بھی بھروسہ کرنا ہے۔ گلتیوں کے نام خط ۵ باب اُس کی ۲۲ سے ۲۳ آیت میں پولُسؔ رسُول، رُوح کے پھل کی ایک فہرست دیتا ہے۔ اور قابلِ غور بات یہ ہے کہ پولُسؔ رسُول جن خوبیوں کا ذکر کرتا ہے اُن میں سے تین پطرؔس رسُول کی فہرست میں بھی نظر آتی ہیں۔ یہ خوبیاں ہماری زِندگیوں میں تب نظر آئیں گی جب ہم خُدا کے رُوح کو اپنے اندر کام کرنے کا موقع دیں گے تاکہ یہ خوبیاں اَور بڑھیں۔

دُوسری بات یہ ہے کہ ہم اِن خوبیوں کو ایک دُوسرے سے الگ کر کے دیکھنے کی کوشش نہ کریں، بلکہ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرُورت ہے کہ ہر خوبی پہلے سے شامل خوبی میں سے پھوٹ نکلتی ہے۔ نیکی، ایمان کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اور معرفت، نیکی ہی کا نتیجہ ہے۔ معرفت حاصل ہو تو پرہیزگاری

آسان ہو جاتی ہے۔ ہمیں پرہیز گاری کے بغیر صبر نہیں مِل سکتا۔
تیسری قابلِ غور بات یہ ہے کہ ہمارے لِئے ہر خوبی میں سے تھوڑی بہت حاصل کر لینا ہی کافی نہیں۔ پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ یہ خوبیاں نہ صِرف ہمارے اندر موجود ہوں بلکہ زیادہ بھی ہوتی جائیں۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ہم چکردار سیڑھیاں چڑھ رہے ہوں۔ سیڑھی پر پہلا قدم ہمارا وہ اِیمان ہے جو ہمیں نیکی کی طرف بڑھاتا ہے۔ ہم ایک ایک قدم کر کے اُوپر چڑھتے ہیں یہاں تک ہم محبّت تک پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن جب ہم محبّت تک پہنچ جاتے ہیں تو جس طرح سیڑھیاں چڑھتے ہُوئے ہم زمین سے اُوپر اُٹھتے چلے جاتے ہیں، بالکل اُسی طرح اِن خوبیوں کو اپنی زِندگی میں قدم بہ قدم شامل کر لینے سے ہمارا ایمان زیادہ ہوتا جاتا ہے، اور پھر ایمان زیادہ ہونے کی وجہ سے ہم ایک اَور منزل پر چڑھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔
اِن خوبیوں کو اپنے اِیمان میں شامل کر لینے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ اِس سے ہم مسیح کی پہچان رکھنے کے معاملے میں بے کار اور بے پھل بننے سے بچ جاتے ہیں۔ پطرسؔ ہمیں یہ نہیں بتاتا کہ اِس سے اُس کا کیا مطلب ہے۔ جبکہ اُس کے خط کا باقی کا حِصّہ زیادہ تر جھوٹے اُستادوں سے خبردار رہنے کے بارے میں ہے، یوں لگتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اگر ہم میں یہ تمام خوبیاں زیادہ سے زیادہ ہوں تو ہم اُن جُھوٹے اُستادوں کی جھوٹی تعلیم پہچان سکیں گے۔ ۳ باب کی ۱۷ آیت میں وہ لکھتا ہے، ”...تاکہ بے دینوں کی گمراہی کی طرف کھنچ کر اپنی مضبوطی کو چھوڑ نہ دو...“ یسُوعؔ مسیح کی صحیح پہچان ہمیں گمراہی سے بچائے گی۔
اِن خوبیوں کو اپنے اِیمان میں شامل کر لینے سے ایک اَور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اِس سے ہم اپنے بُلاوے اور برگزیدگی کو ثابت کرنے کی زیادہ کوشش کریں گے۔ ہم مسیح کے بُلاوے پر چُنے گئے ہیں۔ پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ اگر ہم مسلسل رُوحانی ترقی سے اپنے بُلاوے کو مضبوط کرتے رہیں تو ہم کبھی ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ اور اگر ہم کبھی مطمئن ہو کر مسیح کی پہچان میں ترقی کرنا رُوک دیں تو یقیناً ہم کِسی خطرے کا شکار ہو جائیں گے۔ ہم لاتعلق ہو کر ایک جگہ جم کر کھڑے نہیں ہو سکتے، یا تو ہمیں اپنے اِیمان میں آگے بڑھنا ہے یا ہمیں پیچھے کی طرف پھسلنا ہے۔
اِن خوبیوں کو اپنے اِیمان میں شامل کرنے کا ایک اَور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم بڑی عزت کے ساتھ ابدی بادشاہی میں داخل ہو جائیں گے۔ ہم سب چاہتے ہیں کہ آسمان کے جلال سے لطف اندوز ہوں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ آسمان پر خُدا ہمارا اِستقبال کرے تو ہمیں پطرسؔ کی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے۔
اِن خوبیوں کو اپنی زِندگی میں نہ شامل کرنے کے نتائج بھی ہیں۔ پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ اگر کِسی میں یہ خوبیاں نہ ہوں تو وہ کوتاہ نظر اور اندھا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ وہ اپنے گُناہ اور نافرمانی کو نہیں دیکھ سکتا۔ ۳ باب میں پطرسؔ رسُول واضح کرتا ہے کیونکہ ہر وقت ایسا نہیں ہوتا کہ خُدا گُناہگاروں کو ایک دم سزا کا فیصلہ سنا دے، اِس وجہ سے بہت سے لوگ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اُن کی عدالت نہیں ہو گی۔ لیکن ایسے لوگ جو اپنے اِیمان میں ترقی نہیں کرتے اُن کا اندھا پن نہ صِرف مستقبل تک بلکہ ماضی تک بھی جا پہنچتا ہے۔ پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ ایسا شخص ”اپنے پہلے گُناہوں کے دھوئے جانے کو بھولے بیٹھا ہے۔“ (۲-پطرس ۱:۹) وہ بھول چُکا ہے کہ مسیح کے دُنیا میں آنے کا اصلی مقصد کیا تھا۔ اِس بیان کو مدِنظر رکھتے ہُوئے ایک نہایت ضرُوری امتحان ہے جس کی روشنی میں ہمیں رُوحانی اُستادوں کو پرکھنا چاہیے۔ کیا اُن کی زِندگی سے پطرسؔ رسُول کی بتائی ہُوئی خوبیاں جو رُوحانی نشو نما کے لِئے نہایت ضرُوری ہیں زیادہ سے زیادہ نظر آتی ہیں؟ اگر نہیں، تو وہ اندھے ہیں گو وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اُن کے پاس روشنی ہے۔

پانچواں باب

اِیمان کی بُنیاد

(۲-پطرس ۱:۱۱-۱۸)

جھوٹے اُستادوں کی جھوٹی تعلیم سے بچنے کے لِئے ضرُوری ہے کہ ہم مسیح کے بارے میں صحیح علم و پہچان رکھیں کہ وہ کون ہے۔ لیکن ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ ہم نے مسیح کے بارے میں جوتعلیم حاصل کی ہے وہ سچّی ہے؟

جاننے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہم اُن لوگوں کے کردار پر غور کریں جو ہمیں تعلیم دے رہے ہیں۔ اپنے دُوسرے اِلہامی خط کے پہلے باب کی آیت ۵ سے ۷ تک پطرسؔ رسُول، مسیح کے پیروکاروں کو لکھتا ہے کہ وہ اپنے اِیمان میں کردار کی یہ خوبیاں ضرُور شامل کریں یعنی نیکی، معرفت، پرہیزگاری، صبر، دینداری، برادرانہ اُلفت اور محبّت۔ اگر اُستاد میں یہ خوبیاں زیادہ سے زیادہ موجود نہ ہوں تو پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ ایسا شخص کوتاہ نظر اور اندھا ہے اگرچہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس کے پاس روشنی ہے۔

دُوسرا طریقہ جس سے ہم تعلیم کو پرکھ سکتے ہیں یہ ہے کہ اُستاد کا مقصد کیا ہے۔ آیت ۱۲ سے ۱۵ میں پطرسؔ رسُول لکھتا ہے، ''اِس لِئے مَیں تمہیں یہ باتیں یاد دِلانے کو ہمیشہ مستعِد رہُوں گا اگرچہ تم اُن سے واقف اور اُس حق بات پر قائم ہو جو تمہیں حاصل ہے۔ اور جب تک مَیں اِس خیمہ میں ہُوں تمہیں یاد دِلا دِلا کر اُبھارنا اپنے اُوپر واجب سمجھتا ہُوں۔ کیونکہ ہمارے خُداوند یِسُوعؔ مسیح کے بتانے کے موافق مجھے معلوم ہے کہ میرے خیمہ کے گرائے جانے کا وقت جلد آنے والا ہے۔ پس مَیں ایسی کوشش کروں گا کہ میرے اِنتقال کے بعد تم اِن باتوں کو ہمیشہ یاد رکھ سکو۔''

اِس بیان میں پطرسؔ رسُول قطعی طور پر یہ فکرمندی ظاہر نہیں کرتا کہ لوگ اُسے یاد کریں، بلکہ وہ بہت زیادہ فکر مند ہے کہ جو باتیں اُس نے سکھائی ہیں لوگ اُنہیں یاد رکھیں۔ جب پیغام دینے والے کو اپنے نام اور شہرت کی زیادہ بے چینی اور فکر ہو تو اُس کے پیغام کو تنقید و شک کی نظر سے دیکھنا سمجھداری کی بات ہے۔ اور دُوسری طرف جب اُس کا بُنیادی مقصد سیکھنے والوں کی بہتری ہو تو ہم اُس کے پیغام کو بڑے اعتماد کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

پطرسؔ رسُول لکھتا ہے کہ وہ پوری کوشش کرے گا کہ اُس کے مرنے کے بعد بھی لوگ مسیح کے بارے میں تعلیم کو یاد رکھیں۔ پطرسؔ ایسا کرنے میں کیسے کامیاب ہُوا؟ اُس نے کم از کم تین طرح سے ایسا کِیا:

نمبر۱، اُن کی یاداشت جگانے کے لِئے دو خط لکھ کر ۔

نمبر۲، اُنہیں رُوحانی اُستادوں کو پرکھنے کا معیار دے کر۔

نمبر۳، اِلہامی صحائف یعنی نئے عہد نامے کو اکٹھا کرنے اور تقسیم کرنے کی ہمت و حوصلہ بڑھا کر۔

مثال کے طور پر اپنے خط کے اگلے حصّے میں پطرسؔ رسُول مختصراً مسیح کے جلالی صورت میں بدلنے کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن اِس خط کے پڑھنے والے اندازہ نہیں لگا سکیں گے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے جب تک وہ اُس واقعہ کے بارے میں پہلے سے نہ جانتے ہوں۔ یہ واقعہ چار اناجیل میں سے تین میں قلمبند ہے۔ کلیسیائی رواج کے مطابق پطرسؔ رسُول نے مرقسؔ کو حوصلہ دیا کہ اُس اِنجیل کو لکھے جو اُس کے نام سے منسوب ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ چار اناجیل میں سے مرقسؔ کی اِنجیل پہلے لکھی گئی۔ لیکن مرقسؔ نے وہ تمام الفاظ قلمبند نہیں کِئے جو خُدا نے مسیح کی جلالی صورت اختیار کرتے وقت کہے، اور جن کا ذکر پطرسؔ رسُول نے اپنے اِلہامی خط میں کِیا ہے۔ پطرسؔ نے جن الفاظ میں یہ واقعہ پیش کِیا ہے وہ مکمل طور پر متّیؔ کی اِنجیل میں محفوظ ہیں۔ اِس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب پطرسؔ نے اپنا دُوسرا اِلہامی خط لکھا، اُس وقت تک چار میں سے کم از کم دو اناجیل لکھی جا چُکی

تھیں، اور مسیح کے پیروکاروں میں تقسیم ہو چُکی تھیں۔ اِس کے علاوہ ۳ باب کی ۱۵ سے ۱۶ آیت میں پطرؔس رسُول اُن خطوں کا ذکر کرتا ہے جو پَولُسؔ رسُول نے لکھے۔ وہ اُن خطوط کو صحیفے کہتا ہے کیونکہ وہ خُدا کے اِلہام سے لکھے گئے۔ صاف ظاہر ہے کہ پطرؔس رسُول چاہتا ہے کہ مسیح کے پیروکار پَولُسؔ رسُول کے خط پڑھیں اور اُن پر عمل کریں۔

صاف دِلی سے یقین دِلانے کے باوجود ضرُوری نہیں کہ اُستاد کی تعلیم درست ہو۔ بہت سے ایسے اُستاد ہیں جن کا پیغام سُنانے کا مقصد نیک و صاف ہوتا ہے مگر درحقیقت اُن کا پیغام جھوٹ کا پلندہ ہوتا ہے۔ آیت ۱۶ سے ۱۸ میں پطرؔس رسُول معیار پیش کرتا ہے جس کی روشنی میں اُس کے پیغام کو پرکھا جا سکتا ہے۔ وہ لکھتا ہے،''کیونکہ جب ہم نے تمہیں اپنے خُداوند یِسُوؔع مسیح کی قدرت اور آمد سے واقف کِیا تھا تو دغا بازی کی گھڑی ہُوئی کہانیوں کی پیروی نہیں کی تھی بلکہ خُود اُس کی عظمت کو دیکھا تھا، کہ اُس نے خُدا باپ سے اُس وقت عزت اور جلال پایا جب اُس افضل جلال میں سے اُسے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہُوں۔ اور جب ہم اُس کے ساتھ مُقدّس پہاڑ پر تھے تو آسمان سے یہی آواز آتی سُنی۔''

جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کِیا کہ پطرؔس رسُول اُس واقعہ کی بابت ذکر کر رہا ہے جب مسیح نے پہاڑ پر اُس کی آنکھوں کے سامنے جلالی صورت اختیار کر لی۔ پطرؔس کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مسیح کے بارے میں لوگ اُس کی تعلیم پر یقین و بھروسہ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ خود اِس کا چشم دید گواہ ہے۔ اُس نے کِسی سے یہ باتیں نہیں سُنیں بلکہ وہ خود وہاں موجود تھا۔

لیکن ہم کِس طرح جان سکتے ہیں کہ پطرؔس رسُول نے مسیح کے بارے میں یہ کہانی خود نہیں گھڑی؟ اِس کا جواب بہت آسان ہے۔ جب یہ باتیں پیش آئیں تو پطرؔس رسُول اکیلا نہیں تھا۔ وہاں اِس واقعہ کے اَور بھی گواہ تھے۔ یہ وجہ ہے کہ پطرؔس کہتا ہے کہ ''ہم چشم دید گواہ تھے'' نہ کہ ''مَیں چشم دید گواہ تھا۔''

اناجیل ہمیں بتاتی ہیں کہ اُن گواہوں میں سے ایک گواہ یُوحنّؔا رسُول تھا جس نے مسیح کو جلالی صورت میں تبدیل ہوتے ہُوئے دیکھا۔ یُوحنّؔا لکھتا ہے، ''اُس زندگی کے کلام کی بابت جو اِبتدا سے تھا اور جسے ہم نے سُنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ غور سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں سے چھُؤا۔'' (۱-یُوحنّا ۱:۱) رسُولوں نے مسیح کے بارے میں جو کچھ کہا ہے ہمیں اُس پر مکمل اعتماد و بھروسہ ہونا چاہیے کیونکہ وہ اپنے ذاتی تجربے سے کہہ رہے ہیں۔

صِرف رسُول ہی نہیں تھے جنھوں نے مسیح کی زِندگی کے حالات کی گواہی پیش کی۔ پَولُسؔ رسُول لکھتا ہے،''اب اَے بھائیو! مَیں تمہیں وہی خوشخبری جتائے دیتا ہُوں جو پہلے دے چُکا ہُوں، جسے تم نے قبول بھی کر لیا تھا اور جس پر قائم بھی ہو۔ اُسی کے وسِیلے سے تم کو نجات بھی مِلتی ہے بشرطے کہ وہ خوشخبری جو مَیں نے تمہیں دی تھی یاد رکھتے ہو ورنہ تمہارا ایمان لانا بے فائدہ ہُوا۔ چنانچہ مَیں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتابِ مُقدّس کے مطابق ہمارے گُناہوں کے لِئے مُوا، اور دفن ہُوا اور تیسرے دِن کتابِ مُقدّس کے مطابق جی اُٹھا۔ اور کیفؔا کو اور اُس کے بعد اُن بارہ کو دکھائی دیا۔ پھر پانچ سَو سے زیادہ بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا جن میں سے اکثر اب تک موجود ہیں اور بعض سو گئے۔ پھر یعقُوؔب کو دکھائی دیا، پھر سب رسُولوں کو۔ اور سب سے پیچھے مجھ کو جو گویا اَدھورے دِنوں کی پیدائش ہُوں دکھائی دیا۔'' (۱-کُرِنتھِیوں ۱۵:۱-۸)

اِس بیان میں پَولُسؔ رسُول اپنے پڑھنے والوں کو چیلنج کرتا ہے کہ اُس نے مسیح کے بارے میں جو تعلیم اُنہیں دی ہے دُوسرے گواہوں کی روشنی میں اُس کی تحقیق و تصدیق کر لیں۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ رسُولوں نے سب سے پہلے مسیح کے بارے میں یرؔوشلیم میں تعلیم دی جہاں سب سے زیادہ مسیح کی مخالفت کی گئی۔ لیکن اُس کے دُشمنوں میں سے کوئی بھی اُن لوگوں کی گواہی کو جُھٹلا نہ سکا جنھوں نے مسیح کی زِندگی میں پیش آنے والے واقعات کی گواہی دی۔

چھٹا باب

نبیوں کا کلام

(۲-پطرس ۱:۱۶-۱۹)

اپنے دُوسرے اِلہامی خط میں پطرؔس رسُول لکھتا ہے کہ مسیح کے بارے میں جو اُس نے سکھایا ہے ہم اُس پر اعتماد و بھروسہ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ خود مسیح کی زِندگی میں پیش آنے والے واقعات کا چشم دید گواہ ہے۔ پہلے باب کی آیت ۱۶ سے ۱۸ میں وہ کہتا ہے، ''کیونکہ جب ہم نے تمہیں اپنے خُداوند یسُوؔع مسیح کی قدرت اور آمد سے واقف کِیا تھا تو دغا بازی کی گھڑی ہُوئی کہانیوں کی پیروی نہیں کی تھی بلکہ خود اُس کی عظمت کو دیکھا تھا، کہ اُس نے خُدا باپ سے اُس وقت عزت اور جلال پایا جب اُس افضل جلال میں سے اُسے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہُوں۔ اور جب ہم اُس کے ساتھ مُقدّس پہاڑ پر تھے تو آسمان سے یہی آواز آتی سُنی۔''

لیکن ہم اِس بیان سے پطرؔس کی چشم دید گواہی کے علاوہ اَور بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ یہ واقعہ سُنا کر پطرؔس رسُول اپنے پڑھنے والوں کو بتا رہا ہے کہ جو کچھ اُس نے اُنہیں مسیح کے بارے میں سکھایا ہے وہ پیشن گوئی کے عین مطابق ہے۔ پطرؔس نے جس واقعہ کا ذکر کِیا ہے وہ ایسا وقت تھا جب مسیح نے جلالی صورت اختیار کی۔ یہ جاننے کے لِئے کہ پطرؔس رسُول ہمیں کیا سمجھانا چاہتا ہے، اِس واقعہ کو ذہن میں لانے کی ضرُورت ہے۔ متّی رسُول لکھتا ہے، ''...یسُوؔع نے پطرؔس اور یعقوؔب اور اُس کے بھائی یُوحنّا کو ہمراہ لیا اور اُنہیں ایک اُونچے پہاڑ پر الگ لے گیا۔ اور اُن کے سامنے اُس کی صورت بدل گئی اور اُس کا چہرہ سورج کی مانند چمکا اور اُس کی پوشاک نُور کی مانند سفید ہو گئی۔ اور دیکھو مُوسیٰ اور ایلیّاہ اُس کے ساتھ باتیں کرتے ہُوئے اُنہیں دِکھائی دیئے۔ پطرؔس نے یسُوؔع سے کہا اَے خُداوند ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے۔ مرضی ہو تو مَیں یہاں تین ڈیرے بناؤں۔ ایک تیرے لِئے، ایک مُوسیٰ کے لِئے اور ایک ایلیّاہ کے لِئے۔ وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دیکھو ایک نُورانی بادل نے اُن پر سایہ کر لیا اور اُس بادل میں سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہُوں اِس کی سُنو۔'' (متّی ۱۷:۱-۶)

آسمان سے آنے والے یہ الفاظ ''یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہُوں۔'' اُن پیشن گوئیوں کی طرف اشارہ دیتے ہیں جن کا ذکر زبُور کی کتاب ۲ باب اور یسعیاؔہ نبی کے صحیفے ۴۲ باب میں ہے۔ اِس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یسُوؔع ہی وہ نبی ہے جس کے آنے کی پیشن گوئی پُرانے عہدنامے میں کی گئی۔ یہُودی لوگ مُوسیٰ اور ایلیّاہ کو سب سے عظیم نبی مانتے تھے، لیکن پھر بھی آسمان سے آنے والی آواز نے رسُولوں کو کہا کہ یسُوؔع کی سُنو۔ اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ یسُوؔع، مُوسیٰ اور ایلیّاہ سے بھی بڑا نبی ہے۔

پطرؔس رسُول اُس پہاڑ کو جہاں جلالی صورت تبدیل ہونے کا واقعہ پیش آیا، ''مُقدّس پہاڑ'' کہتا ہے۔ اِس سے ۲ زبُور کی طرف ایک اَور اشارہ مِلتا ہے جہاں لکھا ہے، ''خُداوند اور اُس کے مسیح کے خلاف زمین کے بادشاہ صف آرائی کر کے اور حاکم آپس میں مشورہ کر کے کہتے ہیں آؤ ہم اُن کے بندھن توڑ ڈالیں اور اُن کی رسّیاں اپنے اُوپر سے اُتار پھینکیں۔ وہ جو آسمان پر تخت نشین ہے ہنسیگا۔ خُداوند اُن کا مضحکہ اڑائے گا۔ تب وہ اپنے غضب میں اُن سے کلام کرے گا اور اپنے قہرِ شدید میں اُن کو پریشان کر دے گا۔ مَیں تو اپنے بادشاہ کو اپنے کوہِ مُقدّس صیُوؔن پر بٹھا چُکا ہُوں۔ مَیں اُس فرمان کو بیان کرُوں گا۔ خُداوند نے مجھ سے کہا تُو میرا بیٹا ہے۔ آج تُو مجھ سے پیدا ہُوا..'' (زبُور ۲:۲-۷)

پطرؔس رسُول کہہ رہا ہے کہ اُس نے ۲ زبُور کی اِس پیشن گوئی کو پہاڑ پر پورا ہوتے ہُوئے دیکھا ہے۔ مسیح، خُدا کا مَسح کِیا ہُوا بادشاہ ہے۔

لیکن ۲ زبور صاف طور پر کوہِ صیُوؔن کو ''مُقدّس پہاڑ'' کہتا ہے جبکہ مسیح کی صورت میں تبدیلی عین ممکن ہے کہ کوہِ حرموؔن پر ہُوئی، تو کیسے ہوسکتا ہے کہ صورت میں تبدیلی زبُور ۲ کی پیشن گوئی میں پوری ہُوئی؟ جب ہم اِس پر غور کرتے ہیں کہ کوہِ صیُوؔن مُقدّس کیوں تھا تو اِس کا جواب بالکل

صاف نظر آ جاتا ہے۔ کوہِ صیُونؔ وہ جگہ تھی جہاں حضرت سُلیمانؔ نے خُدا کے لِئے ہیکل تیار کی۔ ہیکل کو مخصوص کرتے وقت یہ لکھا ہے، ''اور کاہن خُداوند کے عہد کے صندُوق کو اُس کی جگہ پر اُس گھر کی اِلہامگاہ میں یعنی پاکترین مکان میں عین کروبیوں کے بازوؤں کے نیچے لے آئے... جب کاہن پاک مکان سے باہر نکل آئے تو خُداوند کا گھر ابر سے بھر گیا۔ سو کاہن اُس ابر کے سبب سے خدمت کے لِئے کھڑے نہ ہو سکے اِس لِئے کہ خُداوند کا گھر اُس کے جلال سے بھر گیا تھا۔'' (۱-سلاطِین ۶:۸، ۱۰-۱۱)

کوہِ صیُونؔ مُقدّس ٹھہرا کیونکہ خُدا کا جلال وہاں تھا۔ یہ وہی جلال تھا جو پہاڑ پر نظر آیا جہاں مسیح کی صورت بدل گئی۔ پہاڑ پر اپنا جلال دِکھا کر اور یہ حُکم دے کر کہ مسیح کی سُنو خُدا، مُوسویؔ عہد کے پورا ہونے اور نئے عہد کے شرُوع ہونے کو ظاہر کر رہا تھا۔ یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ ''صِیُونؔ'' مسیح کی کلِیسیا کا دُوسرا نام بھی ہے۔ جس طرح خُدا نے اپنا جلال مُوسویؔ عہد کے تحت بننے والی ہیکل میں ظاہر کِیا اُسی طرح نئے عہد کے مطابق آج اُس کا جلال مسیح کی کلِیسیا میں ظاہر ہوتا ہے۔

۱۶ آیت میں پطرسؔ کہتا ہے، ''...ہم نے تمہیں اپنے خُداوند یِسُوعؔ مسیح کی قدرت اور آمد سے واقِف کِیا تھا...'' یہ مسیح کے اِنسانی جسم میں پیدا ہونے کی طرف اِشارہ نہیں کرتا بلکہ جب مسیح دُنیا میں مُنصف بن کر آئے گا۔ پطرسؔ ۳ باب میں اِس کا مزید ذکر کرتا ہے۔

اِس کی روشنی میں ہم پرکھ یا جانچ سکتے ہیں کہ مسیح کے بارے میں جو تعلیم ہم نے حاصل کی ہے کہاں تک سچ ہے:

نمبر۱، سچی تعلیم، مسیح کو مُوسیٰؔ اور ایلیّاہ پر فوقیت دے گی۔

نمبر۲، سچی تعلیم، پُرانے عہد نامے کی پیشن گوئیوں کے ساتھ مُتفق ہو گی۔

نمبر۳، سچی تعلیم، چشم دید گواہوں کی گواہی کو رد نہیں کرے گی۔

نمبر۴، سچی تعلیم، تسلیم کرے گی کہ عہدوں میں تبدیلی ہو چُکی ہے۔ بنی نوع اِنسان کی نجات اب مُوسویؔ شریعت کے تحت نہیں رہی بلکہ مسیح پر ایمان کے سبب سے ہے۔

نمبر۵، سچی تعلیم، مسیح کو بادشاہ تسلیم کرے گی۔

اور نمبر۶، سچی تعلیم، تسلیم کرے گی کہ مسیح دُنیا میں دوبارہ آئے گا۔

۱۹ آیت میں پطرسؔ رسُول لکھتا ہے، ''اور ہمارے پاس نبیوں کا وہ کلام ہے جو زیادہ معتبر ٹھہرا اور تم اچھا کرتے ہو جو یہ سمجھ کر اُس پر غور کرتے ہو کہ وہ ایک چراغ ہے جو اندھیری جگہ میں روشنی بخشتا ہے جب تک پَو نہ پھٹے اور صُبح کا سِتارہ تمہارے دِلوں میں نہ چمکے۔''

اُن لوگوں کی چشم دید گواہی جنہوں نے مسیح کو دیکھا اور نبیوں کے الفاظ آپس میں گہری مطابقت رکھتے ہیں۔ پُرانے عہدنامے میں مسیح کے بارے میں درجنوں پیِن گوئیاں ہیں۔ پطرسؔ رسُول اِن پیِن گوئیوں کو اُس روشنی سے تشبیہ دیتا ہے جو اندھیرے میں جلتی ہے۔ جس طرح چراغ کی روشنی ہمیں اندھیری رات میں راستہ دِکھاتی ہے، اُسی طرح نبیوں کا کلام ہمیں غلطیوں اور جھوٹی تعلیم کے اندھیرے میں راہ دِکھاتا ہے۔ زبُور ۱۱۹، آیت ۱۰۵ میں لکھا ہے، ''تیرا کلام میرے قدموں کے لِئے چراغ اور میری راہ کے لِئے روشنی ہے۔''

پیشن گوئی ہمیں ہدایت و راستہ تو دِکھا سکتی ہے، لیکن مکمل روشنی اور آگاہی ہمیں صِرف مسیح ہی سے مِل سکتی ہے۔ پطرسؔ رسُول مسیح کو ''صُبح کا سِتارہ'' کہتا ہے۔ یہ بلعامؔ نبی کے اُن الفاظ کی طرف اشارہ ہے جو اُس نے کہے، ''...یعقُوبؔ میں سے ایک سِتارہ نکلے گا اور اِسرائیل میں سے ایک عصا اُٹھے گا...'' (گنتی ۲۴:۱۷)

مسیح کے تبلیغی مشن کے پُراثر ہونے کے بارے میں یسعیاؔہ نبی لکھتا ہے، ''جو لوگ تاریکی میں چلتے تھے اُنہوں نے بڑی روشنی دیکھی۔ جو موت کے سایہ کے مُلک میں رہتے تھے اُن پر نُور چمکا۔'' (یسعیاہ ۹:۲) مسیح نے خود فرمایا، ''...دُنیا کا نُور مَیں ہُوں۔ جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا بلکہ زِندگی کا نُور پائے گا۔'' (یُوحنّا ۸:۱۲)

نبیوں کے پیغام کا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنی راہ کو اِتنا روشن کریں کہ مسیح کی پہچان تک پہنچ کر اُس کی مکمل روشنی سے معمور ہوں۔

ساتواں باب

جھوٹے اُستادوں کو کِس طرح پہچانا جائے؟

(۲-پطرس ۱۹:۱-۳:۲)

اپنے دُوسرے اِلہامی خط میں پطرسؔ رسُول واضح کرتا ہے کہ مسیح کے بارے میں اُس کی تعلیم بالکل سچی ہے کیونکہ اِس کی بُنیاد چشم دید گواہوں کی گواہیوں اور خُدا کے اُس کلام سے مطابقت رکھتی ہے جو نبیوں نے دیا۔لیکن ہم خُدا کی طرف سے پیغام اور آدمیوں کے منہ سے نکلے ہُوئے الفاظ میں کیسے تمیز کر سکتے ہیں؟ اپنے اِلہامی خط کے اگلے حِصّے میں پطرسؔ رسُول ہمیں بتاتا ہے کہ ہم جھوٹے اُستاد کا سچے اور راستباز نبی سے مقابلہ کر کے پہچان سکتے ہیں۔

پہلے باب کی ۱۹ آیت سے لے کر دُوسرے باب کی ۳ آیت تک لکھا ہے،''اور ہمارے پاس نبیوں کا وہ کلام ہے جو زیادہ معتبر ٹھہرا اور تم اچھا کرتے ہو جو یہ سمجھ کر اُس پر غور کرتے ہو کہ وہ ایک چراغ ہے جو اندھیری جگہ میں روشنی بخشتا ہے جب تک پَو نہ پھٹے اور صُبح کا سِتارہ تمہارے دِلوں میں نہ چمکے۔ اور پہلے یہ جان لو کہ کتابِ مُقدّس کی کِسی نُبوّت کی بات کی تاویل کِسی کے ذاتی اختیار پر موقوف نہیں، کیونکہ نُبوّت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہُوئی بلکہ آدمی رُوح اُلقُدس کی تحریک کے سبب سے خُدا کی طرف سے بولتے تھے۔ اور جس طرح اُس اُمّت میں جھوٹے نبی بھی تھے اُسی طرح تم میں بھی جھوٹے اُستاد ہوں گے جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے اور اُس مالک کا اِنکار کریں گے جس نے اُنہیں مول لیا تھا اور اپنے آپ کو جلد ہلاکت میں ڈالیں گے۔ اور بہتیرے اُن کی شہوت پرستی کی پیروی کریں گے جن کے سبب سے راہِ حق کی بدنامی ہو گی۔ اور وہ لالچ سے باتیں بنا کر تم کو اپنے نفع کا سبب ٹھہرائیں گے۔ اور جو قدیم سے اُن کی سزا کا حُکم ہو چُکا ہے اُس کے آنے میں کچھ دیر نہیں اور اُن کی ہلاکت سوتی نہیں۔''

پطرسؔ رسُول نے جھوٹے اُستاد کی پہلی خصلت یہ بیان کی ہے کہ وہ پوشیدہ طور پر کام کرتا ہے۔ پطرسؔ یہ نہیں کہہ رہا کہ مسیح کے پیروکار غیر مسیحیوں کو تعلیم دیتے وقت ہوشیاری اور سمجھداری سے کام نہ لیں، اور وہ یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ کلِیسیا کے معاملات سب کی نظروں کے سامنے ہوں۔لیکن اگر کلِیسیا کے اندر تعلیم کو پوشیدہ رکھا جا رہا ہے تو اِس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کہیں کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرُور ہے۔ پہلے باب کی ۱۹ آیت میں پطرسؔ رسُول نبیوں کی تعلیم کے بارے میں کہتا ہے کہ''وہ ایک چراغ ہے جو اندھیری جگہ میں روشنی بخشتا ہے۔''

تعلیم پوشیدہ رکھنے یا چھپانے کے لِئے نہیں ہوتی بلکہ تعلیم کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ روشنی و نُور بخشے۔ مثال کے طور پر یُوحنّاؔ رسُول لکھتا ہے کہ جب مسیح یِسُوعؔ سے اختیار والوں اور حکمرانوں نے اُس کی تعلیم کے بارے میں سوالات پوچھے تو اُس نے کہا،''...مَیں نے دُنیا سے اعلانیہ باتیں کی ہیں۔ مَیں نے ہمیشہ عبادتخانوں اور ہیکل میں جہاں سب یہُودی جمع ہوتے ہیں تعلیم دی اور پوشیدہ کچھ نہیں کہا۔ تُو مجھ سے کیوں پُوچھتا ہے؟ سُننے والوں سے پُوچھ کہ مَیں نے اُن سے کیا کہا۔ دیکھ اُن کو معلوم ہے کہ مَیں نے کیا کیا کہا۔'' (یُوحنّا ۱۸:۲۰-۲۱) ہمیں اُس اُستاد سے چوکنا و ہوشیار رہنا چاہیے جو کھل کر بولنے سے ڈرتا ہے۔

جھوٹے اُستاد کی دُوسری خصلت یہ ہے کہ وہ ہلاک کرنے والی بدعت پھیلاتا ہے۔ پہلے باب کی ۴ آیت میں پطرسؔ رسُول لکھتا ہے کہ مسیح کے وعدوں کا مقصد یہ ہے کہ ہم ذاتِ اِلٰہی میں شریک ہو جائیں اور اُس خرابی سے چھوٹ جائیں جو دُنیا میں بُری خواہش کے سبب سے ہے۔ کیا تعلیم جو ہم حاصل کر رہے ہیں اِتنی پُر اثر ہے کہ اُس کے وسیلے سے ہم خُدا کی مانند بن جائیں؟ یا وہ ہمیں بُری خواہشات کی طرف اُبھارتی ہے؟

پطرسؔ رسُول، مسیح کو''صُبح کا سِتارہ'' کہتا ہے۔ یُوحنّاؔ رسُول نے لکھا،''اُس میں زِندگی تھی اور وہ زِندگی آدمیوں کا نور تھی۔'' (یُوحنّا ۱:۴) مسیح نے خود

فرمایا،''مَیں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ جو میرا کلام سُنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زِندگی اُس کی ہے اور اُس پر سزا کا حُکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے نکل کر زِندگی میں داخل ہو گیا ہے۔'' (یُوحنّا ۵:۲۴) سچی تعلیم ہمیشہ روشنی اور زِندگی کی طرف لائے گی، اور جھوٹی تعلیم ہمیں اندھیرے، شہوت پرستی اور ہلاکت کی طرف لے جائے گی۔

جھوٹے اُستادوں کی تیسری خصلت جس کی بِنا پر ہم اُن کی پہچان کر سکتے ہیں یہ ہے کہ وہ''اُس مالک کا اِنکار کریں گے جس نے اُنہیں مول لیا تھا'' (۲-پطرس ۲:۱) اِس کے برعکس پطرسؔ رسُول اپنے آپ کو مسیح کا بندہ کہتا ہے۔ اُستاد کو چاہیے کہ وہ مسیح کی ہمیشہ تعظیم کرے اور اُس کی عزت ویسے ہی کرے جو اُس کا حق ہے۔ یُوحنّا رسُول لکھتا ہے،''کون جھوٹا ہے سِوا اُس کے جو یِسُوعؔ کے مسیح ہونے کا اِنکار کرتا ہے؟..'' (۱-یُوحنّا ۲۲:۱)

جھوٹے اُستاد کی ایک اَور خصلت یہ ہے کہ وہ''شہوت پرستی'' کی راہ پر چلتا ہے۔ اِس کے برعکس ۲ باب کی ۵ آیت میں پطرسؔ رسُول، نُوحؔ کی مثال پیش کرتا ہے جِسے وہ''راستبازی کے منادی کرنے والے'' کہتا ہے۔ ہمیں کِسی بھی تعلیم کے بارے میں یہ سوال پوچھنے کی ضرُورت ہے کہ وہ سُننے والوں پر کیا اثر چھوڑتی ہے؟ کیا یہ تعلیم ہمیں راستباز بننے کے لِئے مددگار ثابت ہوتی ہے؟ یا وہ مسیح کے پیروکاروں کو ایسی حرکتیں کرنے پر اُکساتی ہے جن کے سبب سے اُن کے نام پر دھبہ لگ سکتا ہے۔ پطرسؔ رسُول واضح کرتا ہے کہ جو جھوٹے اُستاد کی شہوت پرستی کی راہ پر چلیں گے اُن کے''سبب سے راہِ حق کی بدنامی ہو گی۔'' (۲-پطرس ۲:۲) جھوٹے نبیوں کے بارے میں مسیح یِسُوعؔ نے فرمایا،''اُن کے پھلوں سے تم اُن کو پہچان لو گے..'' (متّی ۷:۱۶)

پطرسؔ رسُول جھوٹے اُستادوں کی پہچان و پرکھ کے لِئے پانچواں اُصول پیش کرتے ہُوئے کہتا ہے کہ جھوٹا اُستاد لالچ و حرص کے قبضے میں ہوتا ہے۔ ایسے لوگ سچائی کی قطعی پرواہ نہیں کرتے بلکہ سمجھتے ہیں کہ دینداری نفع کا ایک ذریعہ ہے۔ (۱-تِمُتھِیُس ۶:۳-۵) اِس کے برعکس پَولُسؔ رسُول لکھتا ہے،''...اگرچہ مسیح کے رسُول ہونے کے باعث تم پر بوجھ ڈال سکتے تھے بلکہ جس طرح ماں اپنے بچوں کو پالتی ہے اُسی طرح ہم تمہارے درمیان نرمی کے ساتھ رہے۔'' (۱-تِھسّلُنیکیوں ۲:۶-۷) ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ جو لوگ ہمیں تعلیم دینے کی خواہش رکھتے ہیں کیا وہ اپنے فائدے کے لِئے ایسا کر رہے ہیں یا ہمارے فائدہ کے لِئے؟

جھوٹے اُستاد اپنے پاس سے باتیں بناتے ہیں۔ یہ چھٹا طریقہ ہے جس سے ہم جھوٹے اُستاد کو پہچان سکتے ہیں۔ اِس کے برعکس پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ سچا نبی کبھی بھی اپنے پاس سے باتیں بنا کر پیغام پیش نہیں کرتا۔ پہلے باب کی ۲۱ آیت میں وہ لکھتا ہے،''..نبُوّت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہُوئی بلکہ آدمی رُوح اُلقُدس کی تحریک کے سبب سے خُدا کی طرف سے بولتے تھے۔'' اِسی لِئے نہایت ضرُوری ہے کہ ہر تعلیم کا اُس تعلیم سے مقابلہ کِیا جائے جو خُدا نے بائبل مُقدّس میں ظاہر کی ہے۔ اعمال کی کتاب میں لکھا ہے،''یہ لوگ تِھسّلُنیکے کے یہُودیوں سے نیک ذات تھے کیونکہ اُنہوں نے بڑے شوق سے کلام کو قبول کِیا اور روز بروز کتابِ مُقدّس میں تحقیق کرتے تھے کہ آیا یہ باتیں اِسی طرح ہیں۔'' (اعمال ۱۷:۱۱) اگر ایک رسُول کی کہی ہُوئی باتوں کی تحقیق کرنا کہ وہ سچ ہیں یا نہیں تعریف کے قابل ہے، تو ہمیں اُن آدمیوں کی باتوں کی اَور زیادہ تحقیق کرنے کی ضرُورت ہے جو ہمیں تعلیم دینے کی خواہش رکھتے ہیں۔

ایک اَور اصُول جس کی روشنی میں ہم جھوٹے اُستادوں کو پہچان سکتے ہیں، یہ ہے کہ جو اُن کی سُنتے ہیں اُن کو اپنے نفع کا سبب ٹھہراتے ہیں۔ اِس کے برعکس سچا اُستاد دُوسروں کو سکھانے کی خاطر اپنا نقصان اُٹھانے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ پطرسؔ رسُول مسیح کے پیروکاروں کو یاد دِلاتا ہے کہ مسیح اُن کا مالک بنا کیونکہ اُس نے اُنہیں خرید لیا۔ دُوسرے لفظوں میں یہ کہ اُس نے اُن کی خاطر اپنی جان قربان کر دی جو اُس پر اِیمان رکھتے ہیں۔ مسیح نے اِس بارے میں خود فرمایا،''کیونکہ اِبنِ آدم بھی اِس لِئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اِس لِئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔'' (مرقس ۱۰:۴۵)

اگر اُستاد اُن کی جو اُس سے تعلیم پاتے ہیں حلیمی و فروتنی سے خدمت نہیں کر سکتا تو پھر نہایت ضرُوری ہے کہ ہم اُس کے پیغام کو شک کی نگاہ سے

اِلہامی پیغام - پطرسؔ کے دُوسرے عام خط کی تفسیر

دیکھیں۔

آٹھواں باب

ایک اٹل ہلاکت

(۲-پطرس ۲: ۴-۱۰)

اپنے دُوسرے اِلہامی خط کے دُوسرے باب میں پطرؔس رسُول مسیح کے پیروکاروں کو خبردار کرتا ہے کہ تم میں سے اُسی طرح جھوٹے اُستاد بھی نکلیں گے جس طرح پہلے زمانے میں جھوٹے نبی نکلے تھے۔ لیکن پطرؔس رسُول اپنے پڑھنے والوں کو یہ یقین بھی دِلاتا ہے کہ جھوٹے اُستاد ہلاک ہو جائیں گے۔ ۳ آیت میں وہ لکھتا ہے، ''...اُن کی ہلاکت سوتی نہیں۔''

مگر سوال یہ ہے کہ ہم کِس طرح یقین کریں کہ جھوٹے اُستاد تباہ و برباد ہو جائیں گے؟ پطرؔس رسُول اِس سوال کے جواب میں اپنے پڑھنے والوں کو یہ یاد دِلاتا ہے کہ خُدا پہلے کیا کر چُکا ہے۔ آیت ۴ سے ۱۰ میں وہ کہتا ہے، ''کیونکہ جب خُدا نے گُناہ کرنے والے فرشتوں کو نہ چھوڑا بلکہ جہنم میں بھیج کر تاریک غاروں میں ڈال دیا تاکہ عدالت کے دِن تک حراست میں رہیں، اور نہ پہلی دُنیا کو چھوڑا بلکہ بے دین دُنیا پر طُوفان بھیج کر راستبازی کی مُنادی کرنے والے نُوؔح کو مع اَور سات آدمیوں کے بچا لیا، اور سدُؔوم اور عمُورؔاہ کے شہروں کو خاکِ سیاہ کر دیا اور اُنہیں ہلاکت کی سزا دی اور آیندہ زمانہ کے بے دینوں کے لِئے جایِ عبرت بنا دیا، اور راستباز لُوؔط کو جو بے دینوں کے ناپاک چال چلن سے دِق تھا رہائی بخشی، (چنانچہ وہ راستباز اُن میں رہ کر اور اُن کے بے شرع کاموں کو دیکھ دیکھ کر اور سُن سُن کر گویا ہر روز اپنے سچے دِل کو شکنجہ میں کھینچتا تھا) تو خُداوند دینداروں کو آزمایش سے نکال لینا اور بدکاروں کو عدالت کے دِن تک سزا میں رکھنا جانتا ہے، خصوصاً اُن کو جو ناپاک خواہشوں سے جسم کی پیروی کرتے ہیں اور حکومت کو ناچیز جانتے ہیں...''

اپنے اِس بیان میں پطرؔس رسُول ہلاکت کی تین مثالوں کا ذکر کرتا ہے جو جھوٹ کو گلے لگانے والوں پر آتی ہیں۔ پہلی مثال چند فرشتوں کی ہے۔ دُوسری مثال ''پہلی دُنیا'' کی ہے جس کو خُدا نے حضرت نُوؔح کے طُوفان کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا، اور تیسری مثال سدُؔوم اور عمُورؔاہ کی ہے۔

وہ کیا چیز تھی جو اِن تین مثالوں میں خُدا کی طرف سے ہلاکت کا سبب بنی؟ بائبل مُقدّس اُن فرشتوں کے بارے میں بہت کم تفصیل مہیا کرتی ہے جنہوں نے خُدا کے خلاف بغاوت کی۔ لیکن یہُوؔداہ کے عام خط میں لکھا ہے کہ ''اور جن فرشتوں نے اپنی حکومت کو قائم نہ رکھا بلکہ اپنے خاص مقام کو چھوڑ دیا...'' (یہُوداہ آیت ۶)

پہلی دُنیا کے بارے میں پاک صحائف کہتے ہیں، ''اور خُداوند نے دیکھا کہ زمین پر اِنسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اُس کے دِل کے تصوّر اور خیال سدا بُرے ہی ہوتے ہیں۔'' (پیدائش ۶:۵)

یہُوؔداہ کے عام خط میں لکھا ہے، ''...سدُؔوم اور عمُورؔہ اور اُن کے آس پاس کے شہر جو اُن کی طرح حرامکاری میں پڑ گئے اور غیر جسم کی طرف راغب ہُوئے ہمیشہ کی آگ کی سزا میں گرفتار ہو کر جایِ عبرت ٹھہرے ہیں۔'' (یہُوداہ آیت ۷) اِسی طرح حِزقیؔ ایل نبی کی کتاب میں لکھا ہے، ''دیکھ تیری بہن سدُؔوم کی تقصیر یہ تھی، غرُور اور روٹی کی سیری اور راحت کی کثرت اُس میں اور اُس کی بیٹیوں میں تھی۔ اُس نے غریب اور محتاج کی دستگیری نہ کی، اور وہ مُتکبر تھیں اور اُنہوں نے میرے حضور گِھنونے کام کِئے، اِس لِئے جب مَیں نے دیکھا تو اُن کو اُکھاڑ پھینکا۔'' (حِزقی ایل ۱۶:۴۹-۵۰)

اِن حوالاجات کی روشنی میں یہ بات نہایت ضرُوری اور قابلِ غور ہے کہ خُدا کی طرف سے سزا صِرف بُرے اعمال ہی کے سبب سے نہیں مِلتی بلکہ اُس سوچ و خیال اور رویے سے بھی مِلتی ہے جن سے بُرے اعمال پیدا ہوتے ہیں۔

فرشتوں، پہلی دُنیا اور سدُوؔم اور عمُورؔاہ کی مثالوں سے پطرؔس رسُول نے تباہی و ہلاکت کے پانچ اسباب کا نچوڑ اِن حوالاجات میں بیان کر دیا ہے۔ یہی وہ پانچ چیزیں ہیں جو جھوٹے اُستادوں پر بھی تباہی و بربادی لائیں گی۔

پہلی چیز جس کا ذکر اُس نے کِیا ہے، وہ ہے گُناہ۔ گُناہ ایک عام لفظ ہے جو پاک کلام میں ہر اُس چیز کے لِئے اِستعمال ہُوا ہے جو اِلٰہی قانون کے خلاف ہے۔ تباہی و ہلاکت کا بُنیادی سبب خُدا کے قانون کی خلاف ورزی ہے۔

تباہی و ہلاکت کا دُوسرا سبب بے دینی ہے۔ پطرؔس رسُول جو لفظ اِستعمال کرتا ہے اُس سے مُراد ایسا شخص ہے جس کے دِل میں خُدا کی نہ کوئی عزت ہے اور نہ احترام۔ دُوسرے لفظوں میں یہ کہ جب لوگوں کا رویہ خُدا کے لِئے ٹھیک نہیں ہوتا تو وہ اپنی تباہی و ہلاکت کے خود ذمہ دار ہوتے ہیں۔

تباہی و ہلاکت کا تیسرا سبب بدکاری ہے۔ اِس سے بُرے اعمال مُراد ہے۔ پطرؔس رسُول اِس کے لِئے جو لفظ اِستعمال کرتا ہے وہ ایسے لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو بے اِنصافی اور دھوکے بازی سے کام لیتے ہیں۔

تباہی و ہلاکت کا چوتھا سبب ناپاک خواہشوں سے جسم کی پیروی کرنا ہے۔ عین ممکن ہے کہ ایک دیندار آدمی کبھی کبھار گُناہ آلودہ خیال اور خواہش میں پھنس جائے، لیکن یہاں اُن لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو رنگ رلیاں مناتے اور بُری خواہشات کو ذہن میں لاتے اور پھر اُن پر عمل کرتے ہیں۔

تباہی و ہلاکت کا پانچواں سبب جس کا ذکر پطرؔس رسُول نے کِیا ہے، وہ حکومت کو ناچیز جاننا ہے۔ گو ہمارے اُردُو ترجمے میں لفظ ''حکومت'' اِستعمال ہُوا ہے، لیکن پطرؔس یہاں نظامِ حکومت کی بات نہیں کر رہا، بلکہ وہ اُن کی بات کر رہا ہے جو اختیار کو رد کرتے ہیں۔ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ فرشتوں نے اختیار کے اُس عُہدے کا اِنکار کِیا جو خُدا نے اُنہیں دیا تھا۔ اِسی طرح جھوٹے اُستاد بھی خُدا اور مسیح یسُوؔع کے اِختیار کا اِنکار کرتے ہیں۔ دو باب کی پہلی آیت میں پطرؔس پہلے ہی کہہ چُکا ہے کہ یہ لوگ اُس مالک کا ''جس نے اُنہیں مول لیا تھا'' اِنکار کرنے میں حد سے آگے نکل جائیں گے۔ یہ لوگ مسیح کے پیروکاروں کی طرح فائدے اور سہولتیں تو حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر اپنے آپ کو مسیح کے اختیار میں نہیں دینا چاہتے۔ جو کوئی مسیح کے اختیار کو اپنی زندگی کی خاطر رد کرے اُس کے لِئے تباہی و ہلاکت کے سِوا اَور کچھ نہیں۔

لیکن جب پطرؔس رسُول لکھتا ہے کہ جھوٹے اُستادوں کی ''ہلاکت سوتی نہیں'' تو اِس سے ذہن میں ایک سوال اُبھرتا ہے۔ اکثر ایسا لگتا ہے کہ جھوٹے اُستاد تباہ و برباد ہونے کی بجائے خوشحال و اِقبالمند ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ زبُور ۷۳ میں لکھا ہے، ''لیکن میرے پاؤں تو پھسلنے کو تھے۔ میرے قدم قریباً لغزش کھا چکے تھے۔ کیونکہ جب مَیں شریروں کی اِقبالمندی دیکھتا تو مغروروں پر حسد کرتا تھا۔ اِس لِئے کہ اُن کی موت میں جان کنی نہیں بلکہ اُن کی قُوّت بنی رہتی ہے۔ وہ اَور آدمیوں کی طرح مصیبت میں نہیں پڑتے نہ اَور لوگوں کی طرح اُن پر آفت آتی ہے۔ ...اِن شریروں کو دیکھو! یہ سدا چین سے رہتے ہُوئے دَولت بڑھاتے ہیں۔'' (زبُور ۷۳:۲-۵، ۱۲)

پطرؔس رسُول اِس کا جواب دیتے ہُوئے کہتا ہے، ''...خُداوند دینداروں کو آزمایش سے نکال لینا اور بدکاروں کو عدالت کے دِن تک سزا میں رکھنا جانتا ہے۔'' (۲-پطرس ۲:۹) اِس سے ہم سیکھتے ہیں کہ گو ہم پہچان نہیں سکتے مگر درحقیقت جھوٹے اُستادوں کی سزا اِس دُنیا ہی میں شرُوع ہو جاتی ہے۔ ہم یہ بھی سیکھتے ہیں کہ خُدا اپنے وقت پر سزا دیتا ہے۔ جیسا کہ زبُور ۷۳ میں آگے جا کر لکھا ہے، ''جب مَیں سوچنے لگا کہ اِسے کیسے سمجھوں تو یہ میری نظر میں دُشوار تھا۔ جب تک کہ مَیں نے خُدا کے مقدِس میں جا کر اُن کے انجام کو نہ سوچا۔ یقیناً تُو اُن کو پھسلنی جگہوں میں رکھتا ہے اور ہلاکت کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ وہ دم بھر میں کیسے اُجڑ گئے! وہ حادثوں سے بالکل فنا ہو گئے۔'' (زبُور ۷۳:۱۶-۱۹)

اِس کا ایک اَور پہلو بھی ہے۔ پطرؔس رسُول نے تباہی و ہلاکت کی مثال کے طور پر پہلی دُنیا، سدُوؔم اور عمُورؔاہ کا ذکر کِیا۔ اُسی طرح تباہی و بربادی جھوٹے اُستادوں پر بھی آنے والی ہے۔ لیکن پطرؔس نے اِس بات کا بھی ذکر کِیا کہ نُوؔح اور لُوؔط اِس تباہی و ہلاکت سے بچا لِئے گئے۔ پطرؔس رسُول ہمیں یقین دلاتے ہُوئے کہتا ہے کہ خُدا جس طرح گُناہگار کو سزا دینا جانتا ہے اُسی طرح وہ جانتا ہے کہ کیسے دینداروں کو ''آزمایش سے

نکال لینا'' ہے۔ (۲-پطرس ۹:۲) خُدا کی وفاداری دونوں طرح سے ظاہر ہوتی ہے، تباہ و برباد کر کے بھی اور بچا کر بھی۔ اب یہ ہم پر ہے کہ سچائی کی پیروی کریں یا جھوٹے اُستادوں کی۔

نواں باب

جھُوٹے اُستادوں کا کِردار

(۲-پطرس ۲: ۱۰-۱۶)

مسیح یسُوعؔ نے فرمایا، ''...کوئی اچھا درخت نہیں جو بُرا پھل لائے اور نہ کوئی بُرا درخت ہے جو اچھا پھل لائے۔'' (لُوقا ۶: ۴۳) اِس بات کو ذہن میں رکھتے ہُوئے ہمیں خاص طور پر توجہ دینی چاہیے کہ پطرسؔ رسُول اپنے دُوسرے الہامی خط میں جھوٹے اُستادوں کا کِردار کے بارے میں کیا لکھتا ہے۔ اور جب کہ اُن کا کِردار ہی بُری ہے تو ظاہر ہے اُن کی زِندگیوں سے بُرائی ہی نکلے گی۔ دُوسرے باب کی ۱۰ سے ۱۶ آیت میں پطرسؔ رسُول لکھتا ہے، ''...وہ گستاخ اور خود رای ہیں اور عزت داروں پر لعن طعن کرنے سے نہیں ڈرتے، باوجودیکہ فرشتے جو طاقت اور قدرت میں اُن سے بڑے ہیں خُداوند کے سامنے اُن پر لعن طعن کے ساتھ نالش نہیں کرتے۔ لیکن یہ لوگ بےعقل جانوروں کی مانند ہیں جو پکڑے جانے اور ہلاک ہونے کے لِئے حیوانِ مُطلق پیدا ہُوئے ہیں۔ جن باتوں سے ناواقف ہیں اُن کے بارے میں اَوروں پر لعن طعن کرتے ہیں۔ اپنی خرابی میں خود خراب کِئے جائیں گے۔ دُوسروں کے بُرا کرنے کے بدلے اِن ہی کا بُرا ہو گا۔ اِن کو دِن دِہاڑے عیاشی کرنے میں مزہ آتا ہے۔ یہ داغ اور عیب ہیں۔ جب تمہارے ساتھ کھاتے پیتے ہیں تو اپنی طرف سے محبّت کی ضیافت کر کے عیش وعشرت کرتے ہیں۔ اُن کی آنکھیں جن میں زناکار عورتیں بسی ہُوئی ہیں گُناہ سے رُک نہیں سکتیں۔ وہ بے قیام دِلوں کو پھنساتے ہیں۔ اُن کا دِل لالچ کا مشّاق ہے۔ وہ لعنت کی اولاد ہیں۔ وہ سیدھی راہ چھوڑ کر گمراہ ہو گئے ہیں اور بعُور کے بیٹے بلعاؔم کی راہ پر ہو لِئے ہیں جس نے ناراستی کی مزدوری کو عزیز جانا، مگر اپنے قصور پر یہ ملامت اُٹھائی کہ ایک بے زبان گدھی نے آدمی کی طرح بول کر اُس نبی کو دیوانگی سے باز رکھا۔'' (۲-پطرس ۲: ۱۰-۱۶)

پطرسؔ رسُول لکھتا ہے کہ جھوٹے اُستاد ''گستاخ اور خود رای'' ہیں۔ (۲-پطرس ۲: ۱۰) وہ خُدا کی عقل و دانش پر نہیں بلکہ اپنی عقل وسمجھ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ جس شخص کا رویہ ایسا ہو گا وہ خود بخود خُدا کا مخالف بن جاتا ہے۔ امثال ۱۶ باب اُس کی ۵ آیت میں لکھا ہے، ''ہر ایک سے جس کے دِل میں غرور ہے خُداوند کو نفرت ہے۔ یقیناً وہ بے سزا نہ چھوٹے گا۔'' اِس کے برعکس داؤدؔ بادشاہ کہتا ہے، ''شکستہ رُوح خُدا کی قربانی ہے۔ اَے خُدا تُو شکستہ اور خستہ دِل کو حقیر نہ جانے گا۔'' (زبُور ۵۱: ۱۷)

یہ جھوٹے اُستادوں کی گستاخی اور خود رای ہے کہ وہ ''عزت داروں پر لعن طعن کرنے سے نہیں ڈرتے۔'' (۲-پطرس ۲: ۱۰) اِس طرح وہ خُدا کے اِختیار کو اپنی عدالت کے لِئے اِستعمال کرتے ہیں۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''اَے بھائیو! ایک دُوسرے کی بدگوئی نہ کرے... شریعت کا دینے والا اور حاکم تو ایک ہی ہے جو بچانے اور ہلاک کرنے پر قادر ہے۔ تُو کون ہے جو اپنے پڑوسی پر الزام لگاتا ہے؟'' (یعقُوب ۴: ۱۱-۱۲)

یہ بات پورے طور پر واضح نہیں کہ پطرسؔ رسُول کا لفظ ''عزت داروں'' اِستعمال کرنے کا کیا مطلب ہے۔ اُس کے اِستعمال کِئے ہُوئے اِس لفظ کا ترجمہ ''جلال رکھنے والے'' بھی ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اِس سے اُس کا اِشارہ بڑے مرتبے والے لوگوں کی طرف ہے، لیکن اُس کے بیان سے یوں لگتا ہے کہ وہ رُوحانی مخلوق کی بات کر رہا ہے۔ جو کچھ بھی کیوں نہ ہو، اگر ہمیں اپنے بھائیوں کے خلاف نہیں بولنا چاہیے، تو خود ہی سوچیئے کہ رُوحانی مقاموں میں رہنے والوں کے خلاف تو بالکل ہی کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ جھوٹے اُستاد جو کر رہے ہیں، فرشتے کبھی ایسا کرنے کی جُرأت بھی نہیں کر سکتے۔

جھوٹے اُستاد کی ایک اَور خصلت یہ ہے کہ وہ ''جن باتوں سے ناواقف ہیں اُن کے بارے میں اَوروں پر لعن طعن کرتے ہیں۔'' (۲-پطرس ۲: ۱۲) رُوحانی خود رای اور خود سری کا سبب کِیا ہے؟ گو ہمارا اُردُو ترجمہ اس بات کو اِتنے واضح طور پر بیان نہیں کرتا، لیکن اِفسیوں کے نام خط ۴ باب

اُس کی ۱۸ آیت میں بالکل واضح طور پر لکھا ہے کہ رُوحانی خود رای اور خود سری کا سبب ہمارے دِلوں کی سختی ہے۔ اگر ہم اُس سچائی کو جِسے ہم پہلے سے جانتے ہیں جان بوجھ کر رد کریں تو پھر نئی سچائی کو محسوس نہیں کر سکتے۔ مسیح یسُوعؔ نے فرمایا، ''...جس کے پاس ہے اُسے دیا جائے گا اور اُس کے پاس زیادہ ہو جائے گا اور جس کے پاس نہیں ہے اُس سے وہ بھی لے لیا جائے گا جو اُس کے پاس ہے۔'' (متی ۱۳:۱۲)

جان بوجھ کر خود رای اور خود سری کرنے کے اَور بھی گہرے نتائج نکلتے ہیں۔ پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ بنی نوع اِنسان اور حیوان کے بیچ میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ خُدا نے اِنسان کو سوچنے سمجھنے کی قابلیت بخشی ہے۔ اور سوچنے سمجھنے کی اِس قابلیت سے منہ پھیر کر جھوٹے اُستاد اُس چیز کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں جو اُنہیں اِنسان بناتی ہے، اور وہ حیوانِ مُطلق کی طرح بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ زبُور کی کتاب میں لکھا ہے،''مَیں بےعقل اور جاہل تھا۔ مَیں تیرے سامنے جانور کی مانند تھا۔'' (زبُور ۷۳:۲۲) اگر ہم جانوروں کی طرح ہی حرکتیں کرتے رہیں، تو ہم اُنہیں کی مانند بن جائیں گے۔ اور اگر ہم جانور کی مانند بن جائیں گے تو پھر خُدا ہمارے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے گا۔ اِس کی روشنی میں معنی خیز بات ہے کہ پطرسؔ رسُول، بلعامؔ نبی کی مثال پیش کرتا ہے۔ جب اُس نے اپنے آپ کو حیوانی خواہشات کے سُپرد کر دیا تو خُدا نے ایک جانور کو اِستعمال کِیا کہ اُسے نصیحت و تنبیہ کرے۔

جھوٹے اُستاد کی ایک اَور خصلت یہ ہے کہ اُن کے ذہن میں عیاشی کا تصور بالکل غلط ہے۔ پطرسؔ رسُول لکھتا ہے،''...اِن کو دِن دہاڑے عیاشی کرنے میں مزہ آتا ہے...'' (۲-پطرس ۲:۱۳) ایسی چیز جسمانی خواہشات کو پورا کرنے کے لِئے وقتی طور پر تو مزہ دیتی ہے، لیکن اِس سے ہمارے دِلوں کو کبھی سکون نہیں مِلتا۔ سکون صِرف خُدا سے مِل سکتا ہے۔ داؤدؔ بادشاہ لکھتا ہے،''خُداوند میں مسرُور رہ اور وہ تیرے دِل کی مُرادیں پوری کرے گا'' (زبُور ۳۷:۴)

جھوٹے اُستادوں کی دو اَور خصلتیں ایسی ہیں جن کا تعلق اُن کی جسمانی عیاشی ہی سے ہے۔ پہلی یہ کہ وہ مسلسل حرامکاری کی طرف مائل رہتے ہیں، اور دُوسری یہ کہ وہ لالچ و حرص سے بھرے رہتے ہیں۔ پاک کلام کہتا ہے کہ لالچ بُت پرستی کے برابر ہے۔ (کُلسّیوں ۳:۵) دُوسرے باب کی پہلی آیت میں پطرسؔ رسُول پہلے ہی کہہ چُکا ہے کہ جھوٹے اُستادوں نے اپنے مالک کا اِنکار کِیا ہے، اور یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے آپ کو روپے پیسے کے جھوٹے خُدا کے حوالہ کر دیا ہے۔

کِسی کا بھی اِس طرح سے اپنے آپ کو مسیح سے دُور کرنا ایک نہایت افسوسناک بات ہے۔ لیکن جھوٹے اُستاد صِرف اپنی ہی تباہی و ہلاکت پر مطمئن نہیں، وہ دُوسروں کو بھی تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ پطرسؔ رسُول کہتا ہے،''جب تمہارے ساتھ کھاتے پیتے ہیں تو اپنی طرف سے محبّت کی ضیافت کر کے عیش و عشرت کرتے ہیں۔'' (۲-پطرس ۲:۱۳) اور''...وہ بے قیام دِلوں کو پھنساتے ہیں...'' (۲-پطرس ۲:۱۴) یہ عین ممکن ہے کہ پطرسؔ رسُول اُس کھانے کی طرف اشارہ کر رہا ہے جِسے مسیحی عشائے ربانی کہتے ہیں۔ یہ بڑی چونکا دینی والی بات ہے کہ کمزور دِلوں کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش میں جھوٹے اُستاد اُس یادگاری کھانے کو اِنتہائی غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں جو مسیح یسُوعؔ کی موت، دفن ہونے اور زندہ اُٹھائے جانے کی یاد میں کھایا جاتا ہے۔

پطرسؔ رسُول یہاں ہمیں ایک مشکل میں ڈال دیتا ہے۔ جو لوگ غلط کام کرتے ہیں، اُن کے لِئے اُس نے بلعامؔ نبی کی مثال پیش کی۔ مگر پہلے باب کی ۱۹ آیت میں پطرسؔ، بلعامؔ نبی کی پیشن گوئیوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مکمل اور سچی روشنی ہمیں مسیح سے ہی مِل سکتی ہے۔ اِس کے برعکس پطرسؔ، لُوطؔ کو دُوسرے باب کی ۸ آیت میں راستباز آدمی کہتا ہے، حالانکہ ہم جیسا کہ پیدائش کی کتاب میں لکھا ہے جانتے ہیں کہ لُوطؔ نے بڑی گُناہ آلودہ اور گندی حرکات کیں۔ پطرسؔ رسُول کیسے کہہ سکتا ہے کہ لُوطؔ ایک راستباز آدمی تھا، اور بلعامؔ راستباز نہیں تھا؟ پطرسؔ اِس کا جواب یہ کہہ کر دیتا ہے کہ لُوطؔ اپنے اردگرد کے بے دین لوگوں کے''...چال چلن سے دِق تھا...'' (۲-پطرس ۲:۷) جبکہ بلعامؔ نبی نے''...ناراستی کی مزدوری کو عزیز جانا۔'' (۲-پطرس ۲:۱۵) اِس سے ہم دیکھتے ہیں کہ سیرت و کردار، اعمال سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ ایسا ممکن ہوسکتا ہے کہ ایک راستباز آدمی ایسے گُناہ میں پھنس جائے جس سے وہ نفرت کرتا ہے، لیکن ناراست آدمی گُناہ کرتا ہے کیونکہ وہ ایسا کرنا چاہتا ہے۔

اب ایک سوال ہمیں اپنے آپ سے پوچھنا ہے کہ میری سیرت و کردار کیسا ہے؟ کیا مَیں گُناہ سے نفرت کرتا ہُوں؟ یا مَیں جھوٹے اُستادوں کی طرح جان بوجھ کر گُناہ کے پیچھے بھاگتا ہُوں؟

دسواں باب

ایک جھُوٹا وعدہ

(۲-پطرس ۲: ۱۷-۲۲)

پطرسؔ رسُول نے اپنے دُوسرے اِلہامی خط کا ایک طویل حِصّہ مسیح کے پیروکاروں کو جھوٹے اُستادوں سے خبردار رہنے پر وقف کِیا ہے۔ لیکن ایسا کرنا کیوں ضرُوری تھا؟ جھوٹے اُستادوں کے پیغام میں ایسی کیا دِلکشی ہے؟ یہ اُن کے جھوٹے وعدے ہیں جو اُن کے پیغام کو دِلکش بناتے ہیں۔

جھوٹے اُستادوں کا کِردار کو واضح کرنے کے بعد پطرسؔ رسُول دو باب کی ۱۷ سے ۲۲ آیت میں لکھتا ہے، ''وہ اندھے کوئیں ہیں اور ایسے کُہر جِسے آندھی اُڑاتی ہے۔ اُن کے لِئے بے حد تاریکی دھری ہے۔ وہ گھمنڈ کی بیہودہ باتیں بک بک کر شہوت پرستی کے ذریعہ سے اُن لوگوں کو جسمانی خواہشوں میں پھنساتے ہیں جو گمراہوں میں سے نکل ہی رہے ہیں۔ وہ اُن سے تو آزادی کا وعدہ کرتے ہیں اور آپ خرابی کے غُلام بنے ہُوئے ہیں کیونکہ جو شخص جس سے مغلوب ہے وہ اُس کا غُلام ہے۔ اور جب وہ خُداوند اور مُنجّی یسُوعؔ مسیح کی پہچان کے وسیلہ سے دُنیا کی آلودگیوں سے چھوٹ کر پھر اُن میں پھنسے اور اُن سے مغلوب ہُوئے تو اُن کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہُوا، کیونکہ راستبازی کی راہ کا نہ جاننا اُن کے لِئے اِس سے بہتر ہوتا کہ اُسے جان کر اُس پاک حُکم سے پھر جاتے جو اُنہیں سَونپا گیا تھا۔ اُن پر یہ سچّی مثل صادق آتی ہے کہ کُتّا اپنی قے کی طرف رُجوع کرتا ہے اور نہلائی ہُوئی سُوأرنی دلدل میں لوٹنے کی طرف۔''

سب سے پہلی قابلِ غور بات یہ ہے کہ جھوٹے اُستاد اپنے دعوؤں کو پورا نہیں کر سکتے۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ زِندگی دینے والا پانی دیں گے، مگر جب کوئی اُن کے پاس وہ پانی پینے کے لِئے جاتا ہے تو اُسے خشک چشمے کے سِوا اَور کچھ نہیں مِلتا، اور وہ صحرا میں تن تنہا ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مَر جاتا ہے۔ اِس کے برعکس ہمارے پاس مسیح کا کلام ہے جو زمانوں سے مسیح کے پیروکاروں کے لِئے سچا ثابت ہُوا ہے۔ مسیح یسُوعؔ نے فرمایا ''مگر جو کوئی اُس پانی میں سے پیئے گا جو مَیں اُسے دوں گا وہ ابد تک پیاسا نہ ہو گا بلکہ جو پانی مَیں اُسے دوں گا وہ اُس میں ایک چشمہ بن جائے گا جو ہمیشہ کی زِندگی کے لِئے جاری رہے گا۔'' (یُوحنّا ۴: ۱۴) ایک اَور موقع پر اُس نے کہا، ''...جو مجھ پر اِیمان لائے وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔'' (یُوحنّا ۶: ۳۵)

جھوٹے اُستاد یوں ظاہر کرتے ہیں کہ اُن کی تعلیم اور فلاسفی اِتنی مضبوط عمارت کی طرح ہے کہ وہ ہمیشہ کھڑی رہے گی۔ لیکن جب زِندگی طوفانوں کے گھیرے میں آ جاتی ہے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو صِرف ایک دُھند ہے جِسے ہَوا اڑا لے جاتی ہے۔ اُن کی تعلیم کو بُنیاد بنا کر کوئی بھی اپنی زِندگی مضبوط نہیں بنا سکتا۔ اِس کے برعکس ہمارے پاس مسیح یسُوعؔ کی گواہی ہے۔ اُنہوں نے فرمایا، ''...جو کوئی میری یہ باتیں سُنتا اور اُن پر عمل کرتا ہے وہ اُس عقلمند آدمی کی مانند ٹھہرے گا جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا۔ اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اُس گھر پر ٹکریں لگیں لیکن وہ نہ گرا کیونکہ اُس کی بُنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی۔'' (متّی ۷: ۲۴-۲۵) اُنہوں نے یہ بھی فرمایا، ''آسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میری باتیں نہ ٹلیں گی۔'' (مرقس ۱۳: ۳۱)

جھوٹے اُستاد یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اُن کے پاس روشنی ہے۔ لیکن پطرسؔ رسُول لکھتا ہے کہ ''...اُن کے لِئے بے حد تاریکی دھری ہے۔'' (۲-پطرس ۲: ۱۷) اِس کے برعکس مسیح یسُوعؔ نے فرمایا، ''مَیں نُور ہو کر دُنیا میں آیا ہُوں تاکہ جو کوئی مجھ پر اِیمان لائے اندھیرے میں نہ رہے۔'' (یُوحنّا ۱۲: ۴۶) یُوحنّا رسُول، مسیح کے بارے میں لکھتا ہے، ''اُس میں زِندگی تھی اور وہ زِندگی آدمیوں کا نور تھی۔'' (یُوحنّا ۱: ۴)

اگر جھوٹے اُستادوں کا پیغام اِس قدر بناوٹی ہے تو پھر لوگوں کو اِتنا دِلکش کیوں لگتا ہے؟ پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ وہ لوگوں کو جسمانی خواہشوں کی

طرف مائل کرتے ہیں۔ یہ مسیح کی تعلیم سے بالکل مختلف ہے۔ مسیح یسُوعؔ نے فرمایا، ''...اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی کا اِنکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔'' (متّی ۱۶:۲۴) اگر اُستاد کا پیغام ہماری جسمانی یا خود غرض خواہشات کو بھڑکا دے تو پھر ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ اُس کا پیغام جھوٹا ہے۔ اِس کے برعکس سچا اُستاد ہمیشہ ایسا پیغام دے گا جس میں خودی کا اِنکار بھی ہو اور دُوسروں کے لِئے قربانی دینے کا جذبہ بھی۔

جھوٹے اُستاد آزادی کا وعدہ کرتے ہیں، مگر آزادی کِس سے؟ تیسرے باب میں پطرسؔ رسُول واضح کرتا ہے کہ بہت سے ایسے ہیں جو یقین نہیں کرتے کہ مسیح دُنیا کی عدالت کرنے پھر آئے گا۔ اگر دُنیا کی عدالت نہیں، تو پھر گُناہ کی سزا بھی نہیں۔ لہٰذا جھوٹے اُستاد جو آزادی کا وعدہ کرتے ہیں وہ اخلاقی قانون سے آزادی ہے۔ لیکن اُن کا یہ وعدہ کم ازکم دو طرح سے ناکام ہو جاتا ہے۔ پہلا یہ کہ جھوٹے اُستاد خود ''خرابی کے غُلام'' ہیں۔ (۲-پطرس ۲:۱۹) مسیح نے فرمایا، ''...مَیں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ جو کوئی گُناہ کرتا ہے گُناہ کا غُلام ہے۔'' (یُوحنّا ۸:۳۴) جھوٹے اُستاد وہ چیز نہیں دے سکتے جو اُن کے پاس خود نہیں۔ اِن کے برعکس، پاک کلام میں مسیح کے بارے میں لکھا ہے، ''اور تم جانتے ہو کہ وہ اِس لِئے ظاہر ہُوا تھا کہ گُناہوں کو اُٹھا لے جائے اور اُس کی ذات میں گُناہ نہیں۔'' (۱-یُوحنّا ۳:۵)

جھوٹے اُستادوں کا وعدہ ناکام ثابت ہونے کا دُوسرا سبب یہ ہے کہ وہ آزادی دِلانے کا غلط رستہ چُنتے ہیں۔ پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ ''دُنیا کی آلودگی'' سے آزادی پانے کا طریقہ یہ نہیں کہ اُس آلودگی کے وجود کا اِنکار کِیا جائے یا یہ کہ گُناہ کی سزا مِلتی ہے بلکہ بے گُناہ بننے کا صِرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے ''خُداوند اور مُنجّی یسُوعؔ مسیح کی پہچان'' حاصل کریں۔ (۲-پطرس ۲:۲۰) پہلے باب کی تین اور چار آیت میں پطرسؔ رسُول پہلے ہی لکھ چُکا ہے کہ مسیح یسُوعؔ کی پہچان کے وسیلے سے ''...تم اُس خرابی سے چھوٹ کر جو دُنیا میں بُری خواہش کے سبب سے ہے ذاتِ اِلٰہی میں شریک ہو جاؤ۔''

اِلٰہی ذات میں شریک ہو کر ہم آزادی کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ جتنا ہم ذاتِ اِلٰہی میں شریک ہوں گے اُتنا زیادہ ہم مسیح کو جانیں گے اور اُتنا ہی زیادہ ہم چاہیں گے کہ اچھے ہوں۔ اور جب ہم اِس طرح مسیح کی مانند بن جائیں گے کہ صِرف وہی کام کرنا چاہیں گے جو اچھے ہیں تو پھر ہم مکمل طور پر ہر کام کرنے کے لِئے آزاد ہو جائیں گے کیونکہ ہم کبھی بھی کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیں گے جو غلط ہو۔

۲۰ اور ۲۱ آیت میں پطرسؔ رسُول لکھتا ہے کہ اگر کوئی شخص مسیح کو جاننے کے بعد گُناہ آلودہ زندگی کا راستہ چُن لے تو اُس کا حال مسیح کو قطعی طور پر نہ جاننے سے بھی بُرا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ پاک کلام اِس کا جواب یوں دیتا ہے، ''کیونکہ حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھ کر گُناہ کریں تو گُناہوں کی کوئی اَور قربانی باقی نہیں رہی۔ ہاں، عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور غضبناک آتش باقی ہے جو مخالفوں کو کھا لیگی۔ جب مُوسیٰؔ کی شریعت کا نہ ماننے والا دو یا تین شخصوں کی گواہی سے بغیر رحم کِئے مارا جاتا ہے، تو خیال کرو کہ وہ شخص کِس قدر زیادہ سزا کے لائق ٹھہرے گا جس نے خُدا کے بیٹے کو پامال کِیا اور عہد کے خُون کو جس سے وہ پاک ہُوا تھا ناپاک جانا اور فضل کے رُوح کو بے عزت کِیا۔'' (عبرانیوں ۱۰:۲۶-۲۹)

مسیح کو رد کرنے کا اِیک اَور نتیجہ بھی نکلتا ہے۔ پطرسؔ رسُول جھوٹے اُستادوں کے لِئے بڑے سخت الفاظ اِستعمال کرتے ہُوئے اُنہیں کُتّے اور سُوَر سے تشبیہ دیتا ہے۔ لیکن آیت ۱۲ میں وہ پہلے ہی واضح کر چُکا ہے کہ جھوٹے اُستادوں نے جان بوجھ کر جانوروں جیسی طبیعت اپنا رکھی ہے۔ اگر ہم جانوروں کی مانند بننے کی طرف ہی راغب ہوتے جائیں تو پھر یہ قدرتی بات ہے کہ ہم اُن کی طرح حرکات بھی کریں گے۔ کُتّے کی عادت ہے کہ وہ اپنی قے کو چاٹتا ہے، اور سُوَر کی یہ عادت ہے کہ وہ کیچڑ میں گھُستا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم ذاتِ اِلٰہی میں شریک ہونے کے لِئے مسیح یسُوعؔ کا دعوت نامہ قبول کریں گے؟ یا ہم اُس کے دعوت نامے کو رد کر دیں گے؟

گیارھواں باب

خُداوند کا حُکم اور تارِیخ کی گواہی

(۲-پطرس ۳:۱-۷)

پطرسؔ رسُول اپنے دُوسرے اِلہامی خط کے ۳ باب کی پہلی آیت میں اِلہامی خطوط لکھنے کا مقصد بتاتے ہُوئے کہتا ہے، ''اَے عزیزو! اب مَیں تمہیں یہ دُوسرا خط لکھتا ہُوں اور یاد دِہانی کے طور پر دونوں خطوں سے تمہارے صاف دِلوں کو اُبھارتا ہُوں۔''

جہاں ہمارا اُردُو ترجمہ ''صاف دِلوں'' اِستعمال کرتا ہے، وہاں بہتر ہوتا کہ ''خالص سوچ'' اِستعمال ہوتا۔ دُوسرے لفظوں میں یہ کہ پطرسؔ رسُول چاہتا تھا کہ وہ مسیح کے پیروکاروں کی اچھی سوچ رکھنے کے بارے میں مدد کرے۔

لیکن ہم کیسے یقین کر سکتے ہیں کہ ہماری سوچ خالص اور ہماری عقل و شعور ٹھوس ہے؟ پطرسؔ رسُول ۲ آیت میں اِس کا جواب دیتے ہُوئے لکھتا ہے،''کہ تم اُن باتوں کو جو پاک نبیوں نے پیشتر کہیں اور خُداوند اور مُنجّی کے اُس حکم کو یاد رکھو جو تمہارے رسُولوں کی معرفت آیا تھا۔''

اِس سے ہم یہ ہدایت سیکھ سکتے ہیں کہ کلامِ پاک کا مطالعہ کِتنا ضرُوری ہے۔ پطرسؔ رسُول نے پاک نبیوں کا ذکر اِس لئے کِیا ہے کہ ۲ باب کی پہلی آیت میں بیان کئے گئے جھوٹے اُستادوں کے درمیان فرق ظاہر کرے۔ ہم جھوٹے نبیوں کی باتوں اور تعلیم کو پاک نبیوں کی کہی ہُوئی باتوں سے مقابلہ کر کے پرکھ سکتے ہیں۔ لیکن ہم پاک نبیوں کی باتوں کو کیسے ذہن میں لا سکتے ہیں جب تک کہ ہم بائبل مُقدّس کا مطالعہ نہ کریں تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ اُنہوں نے کیا کہا؟ مسیح کے ہر پیروکار کو چاہیے کہ بائبل مُقدّس کا مطالعہ کرنے کے لئے ہر روز وقت نکالے تاکہ خُدا نے پاک نبیوں کی معرفت جو باتیں کی ہیں وہ ہمارے دِل و دماغ پر نقش ہو جائیں۔

پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ ''...خُداوند اور مُنجّی کے اُس حُکم کو یاد رکھو...'' (۲-پطرس ۲:۳) لیکن یہ حُکم کیا ہے؟ اِس کا جواب ۲ باب کی ۲۱ آیت میں ہے۔ وہاں یہ الفاظ ''پاک حُکم... جو اُنہیں سُونپا گیا تھا'' بالکل ایسے ہی ہیں جیسے ''راستبازی کی راہ'' لہٰذا ہم نے دیکھا کہ خُداوند مسیح کے دیئے ہُوئے حُکم سے مُراد ہمارا سارا طرزِ زِندگی ہے۔ اِس نکتے کو سمجھنا نہایت ضرُوری ہے۔ بہت سے غیر مسیحی بڑے فخر سے دعوٰی کرتے ہیں کہ مسیحیت کے مقابلے میں اُن کا ایمان محض مذہب نہیں بلکہ زِندگی کا مکمل راستہ ہے۔ لیکن جو اِس طرح کا دعوٰی کرتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ مسیح کے پیروکار ہونے کا مطلب کیا ہے۔ جس نے مسیح کو سچے دِل سے اپنا مالک بنا لیا ہے، وہ وہی کرے گا جس کا مسیح نے حُکم دیا ہے۔ مسیح یسُوعؔ نے فرمایا،

''جب تم میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے تو کیوں مجھے خُداوند خُداوند کہتے ہو؟'' (لُوقا ۶:۴۶)

لیکن مسیح کے حُکم کی تابعداری کر کے ''راستبازی کی راہ'' پر چلنے کا مطلب اچھے کام کرنے سے کہیں زیادہ ہے۔ ''راستبازی کی راہ'' پر چلنے میں ہماری سوچ، ہمارا رویہ اور ہمارے اعمال بھی شامل ہوتے ہیں۔ پاک کلام میں لکھا ہے،''اور اِس جہان کے ہمشکل نہ بنو بلکہ عقل نئی ہو جانے سے اپنی صورت بدلتے جاؤ...'' (رومیوں ۱۲:۲) درحقیقت مسیح کے پیروکاروں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مالک کی مانند بننے کی پوری پوری کوشش کریں۔ یُوحنّاؔ رسُول لکھتا ہے،''جو کوئی یہ کہتا ہے کہ مَیں اُس میں قائم ہُوں تو چاہیے کہ یہ بھی اُسی طرح چلے جس طرح وہ چلتا تھا۔'' (۱-یُوحنّا ۲:۶)

یہ بات بھی نہایت قابلِ غور ہے کہ پطرسؔ کہتا ہے کہ یہ حُکم ''تمہارے رسُولوں'' کی معرفت دیا گیا۔ جب ہم رسُولوں کی لکھی ہُوئی باتیں پڑھتے ہیں تو درحقیقت مسیح کے احکام پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ شائد کچھ یہ کہیں کہ ''ہم مسیح پر تو ایمان رکھتے ہیں مگر پولُسؔ یا پطرسؔ کی تعلیم کو قبول نہیں کرتے۔'' لیکن خُدا ہمیں خود انتخاب کرنے کا اختیار نہیں دیتا۔ اگر ہم سچے دِل سے مسیح پر ایمان رکھتے ہیں تو پھر لازم ہے کہ ہم رسُولوں کی تعلیم کو بھی قبول کریں کیونکہ وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ مسیح کی طرف سے بولتے تھے۔ اگر ہم رسُولوں کو رد کرتے ہیں تو مسیح کو رد کر رہے ہیں۔ نبیوں کی باتیں،

مسیح کے احکام اور رسُولوں کی تعلیم اِن سب کا ایک دُوسرے کے ساتھ گہرا تعلق و رشتہ ہے۔

لیکن ایک اَور طریقہ بھی ہے جس سے ہم پرکھ سکتے ہیں کہ ہماری سوچ خالص ہے یا نہیں، اور وہ ہے تاریخ کی گواہی۔ آیت ۳ سے ۷ میں پطرسؔ رسُول لکھتا ہے،''اور یہ پہلے جان لو کہ اخیر دِنوں میں ایسے ہنسی ٹھٹھا کرنے والے آئیں گے جو اپنی خواہشوں کے موافق چلیں گے، اور کہیں گے کہ اُس کے آنے کا وعدہ کہاں گیا؟ کیونکہ جب سے باپ دادا سوئے ہیں اُس وقت سے اب تک سب کچھ ویسا ہی ہے جیسا خلقت کے شرُوع سے تھا۔ وہ تو جان بوجھ کر یہ بھول گئے کہ خُدا کے کلام کے ذریعہ سے آسمان قدیم سے موجود ہیں اور زمین پانی میں سے بنی اور پانی میں قائم ہے۔ اِن ہی کے ذریعہ سے اُس زمانہ کی دُنیا ڈوب کر ہلاک ہُوئی۔ مگر اِس وقت کے آسمان اور زمین اُسی کلام کے ذریعہ سے اِس لِئے رکھے ہیں کہ جلائے جائیں اور وہ بے دین آدمیوں کی عدالت اور ہلاکت کے دِن تک محفوظ رہیں گے۔''

ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ''خالص سوچ'' نبیوں کے کلام، مسیح کے احکام اور رسُولوں کی تعلیم سے گہری مطابقت رکھتی ہے۔ اِس کے برعکس ہنسی ٹھٹھا کرنے والے اپنی ہی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ جب بھی کوئی مسیح کے احکام کی بجائے اپنی خواہشوں کی پیروی کرتا ہے تو یقیناً وہ سچائی سے دُور ہو چُکا ہوتا ہے۔ یہ جھوٹی سوچ اپنا مظاہرہ مسیح کی دُنیا میں عدالت کے لِئے آنے کے بارے میں کرتی ہے۔ پاک کلام میں لکھا ہے،''...یہی یسُوعؔ جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اِسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔'' (اعمال ۱:۱۱) ایک اَور مقام پر لکھا ہے،''کیونکہ ضرُور ہے کہ مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے جا کر ہم سب کا حال ظاہر کِیا جائے تاکہ ہر شخص اپنے اُن کاموں کا بدلہ پائے جو اُس نے بدن کے وسیلہ سے کِئے ہوں، خواہ بھلے ہوں خواہ بُرے۔'' (۲-کُرِنتھِیوں ۵:۱۰)

لیکن جھوٹے اُستاد بڑی دلیری سے اعلان کریں گے کہ مسیح دوبارہ دُنیا میں نہیں آئے گا۔ وہ اِس لِئے یہ کہتے ہیں تاکہ اُن کے پاس اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے کا بہانہ ہو۔ اگر مسیح دوبارہ نہیں آئے گا تو دُنیا کی عدالت بھی نہیں ہو گی۔ اگر دُنیا کی عدالت نہیں ہو گی تو ہم سزا کا خوف دِل میں رکھے بغیر جو چاہیں کریں۔

اِس بحث مباحثے کو سامنے رکھتے ہُوئے پطرسؔ رسُول کا جواب ہمیں وہی کچھ یاد دلاتا ہے جو خُدا دُنیا کی تاریخ میں پہلے ہی کر چُکا ہے۔ لیکن پطرسؔ رسُول کی پُر زور دلیل و دعویٰ کو سمجھنے کے لِئے ضرُوری ہے کہ ہم جاننے کی کوشش کریں کہ''خُدا کا کلام'' سے کیا مُراد ہے۔''کلام'' مسیح کا دُوسرا نام ہے۔ خُدا کے تخلیقی کلام یعنی مسیح ہی کے وسیلے سے آسمان بنائے گئے اور زمین کو پانی سے تخلیق کِیا۔ یہ خُدا کا وہی کلام یعنی مسیح ہے جس نے پانی کے بند کھول کر پُرانی دُنیا کو نیست و نابود کر دیا۔ پاک کلام میں لکھا ہے،''...خُدا نے... اِس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کِیا جسے اُس نے سب چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جس کے وسیلہ سے اُس نے عالم بھی پیدا کِئے۔ وہ اُس کے جلال کا پرتَو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔'' (عِبرانیوں ۱:۲-۳)

جبکہ خُدا کا کلام یعنی مسیح جس کے وسیلے سے زمین و آسمان بنائے گئے، نیست و نابود کِئے گئے، اور اب وہ ہر چیز کو سنبھالے ہُوئے ہے، تو پھر شک کی کیا گنجائش باقی رہتی ہے کہ خُدا کا وہی کلام خُدا کے وعدے کے مطابق موجودہ آسمان و زمین پر آگ نہیں برسائے گا؟

زمین کو آگ سے بھسم کرنے کا کیا مقصد ہے؟ پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ بے دین آدمیوں کی عدالت اور ہلاکت کی خاطر یہ سب کچھ ہو گا۔ ہم میں سے ہر ایک کو خود چُننے کی آزادی ہے۔ ہم چاہیں تو خُدا کے حکم کے مطابق راستبازی کی راہ چُن کر زندہ رہیں یا مسیح کی غضب ناک عدالت کو چُن لیں ۔

بارہواں باب

ذاتِ الٰہی کی گواہی اور مسیحیوں کی ذمہ داری

(۲-پطرس ۳:۸-۱۳)

پطرسؔ رسُول کے اِلہامی خطوط لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسیح کے پیروکاروں کے اندر خالص سوچ رکھنے کی تحریک پیدا کرے۔ اگر ہماری سوچ خالص نہیں ہو گی تو خُدا کے بارے میں ہمارا تصور غلط ہو گا۔ اپنے دُوسرے اِلہامی خط کے ۳ باب میں پطرسؔ رسُول واضح کرتا ہے کیونکہ مسیح کا دُنیا میں آ کر عدالت کرنے کا وعدہ ابھی پورا نہیں ہُوا اِسی لئے کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ نہیں آئے گا۔ اگر مسیح نہیں آئے گا تو دُنیا کی عدالت بھی نہیں ہو گی۔ اگر عدالت نہیں ہو گی تو گُناہ کی سزا بھی نہیں ہو گی، اور اگر گُناہ کی سزا نہیں ہو گی تو پھر دینداری کی زِندگی گزارنے کی قطعی کوئی ضرُورت نہیں۔ لیکن اِس قِسم کی سوچ خُدا کے کردار کے بارے میں ناسمجھی اور کم علمی کو ظاہر کرتی ہے۔

۳ باب کی ۸ سے ۱۰ آیت میں پطرسؔ رسُول لکھتا ہے، ''اَے عزیزو! یہ خاص بات تم پر پوشیدہ نہ رہے کہ خُداوند کے نزدیک ایک دِن ہزار برس کے برابر ہے اور ہزار برس ایک دِن کے برابر۔ خُداوند اپنے وعدے میں دیر نہیں کرتا جیسی دیر بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ تمہارے بارے میں تحمل کرتا ہے اِس لئے کہ کِسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے۔ لیکن خُداوند کا دِن چور کی طرح آ جائے گا۔ اُس دِن آسمان بڑے شور وغل کے ساتھ برباد ہو جائیں گے اور اجرامِ فلک حرارت کی شدت سے پگھل جائیں گے اور زمین اور اُس پر کے کام جل جائیں گے۔''

خُدا کے کردار کے بارے میں سب سے پہلی چیز اِس بیان میں توجہ طلب یہ ہے کہ وہ وقت کی قید میں نہیں ہے، کیونکہ وقت ایک ایجاد کی ہُوئی چیز ہے اور خُدا اُس سے کہیں بلند و برتر ہے۔ ہم خُدا کو اِنسانی معیار سے ناپ نہیں سکتے۔ خُدا کی نظر میں وقت یا کِسی بھی واقعہ کی لمبائی و وسعت اِتنی اہم نہیں جتنا کہ بذاتِ خود واقعہ۔ خُدا کے لئے سارا وقت خواہ ماضی کا ہو، یا مستقبل کا، حال یعنی موجودہ زمانے ہی میں آتا ہے۔ خواہ آنکھ جھپکتے ہی کچھ ہو گیا ہو یا ہوتے ہوتے کئی سال لگ جائیں خُدا کی نظر میں دونوں برابر ہیں۔ خُدا اِنسان کے بنائے ہُوئے نظامِ وقت کے تحت نہیں ہے بلکہ جب وہ اپنے ازلی منصوبے کے مطابق اچھا اور مناسب محسوس کرے گا، عمل میں ضرُور لائے گا۔ مسیح دُنیا کی عدالت کرنے ضرُور آئے گا، لیکن کب آئے گا؟ جب خُدا کو اچھا اور مناسب محسوس ہو گا۔ اِس میں اِنسان کے خیالات و تصورات کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ہم اُس کے آنے پر تیار ہوں گے؟ مسیح نے فرمایا، ''...اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور کِس گھڑی آئے گا تو جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب لگنے نہ دیتا۔ تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہو گا ابنِ آدم آ جائے گا۔'' (لُوقا ۱۲:۳۹-۴۰)

اِس بیان سے خُدا کے کردار کی ایک اَور خوبی نظر آتی ہے یعنی اُس کا صبر۔ اگر وہ مسیح کے آنے میں دیر کر رہا ہے تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ لاپرواہی سے کام لے رہا ہے، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ ہر کِسی کو اپنے گُناہوں سے توبہ کرنے کا موقع مِلے۔ یہ بڑے دُکھ کی بات ہے کہ بہت سے خُدا کے اِس صبر و تحمل کو گُناہ کرنے کا ایک بہانہ سمجھتے ہیں۔ لیکن صبر و تحمل کو ہم لاپرواہی کا نام نہیں دے سکتے۔ خُدا کا بنی نوع اِنسان کو عنایت کِیا ہُوا یہ وقت ایک دِن ختم ہو جائے گا اور ہم سب کو اِلٰہی عدالت کے سامنے پیش ہونا ہے۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''...کیا یہ سمجھتا ہے کہ تُو خُدا کی عدالت سے بچ جائے گا؟ یا تُو اُس کی مہربانی اور تحمل اور صبر کی دَولت کو ناچیز جانتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ خُدا کی مہربانی تجھ کو توبہ کی طرف مائل کرتی ہے؟'' (رومیوں ۲:۳-۴)

خُدا کے کردار کی تیسری خوبی اُس کی محبّت ہے۔ مسیح کے آنے میں دیر کی وجہ یہ ہے کہ خُدا کِسی کی بھی ہلاکت نہیں چاہتا۔ پاک کلام میں لکھا

ہے،"...خُدا نے دُنیا سے ایسی محبّت رکھی کہ اُس نے اپنا اِکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زِندگی پائے۔ کیونکہ خُدا نے بیٹے کو دُنیا میں اِس لِئے نہیں بھیجا کہ دُنیا پر سزا کا حُکم کرے بلکہ اِس لِئے کہ دُنیا اُس کے وسیلے سے نجات پائے۔" (یُوحنّا ۳:‏۱۶-۱۷)

پطرؔس رسُول لکھتا ہے کہ عدالت تباہی و بربادی کے ساتھ ہو گی۔ ممکن ہے کہ یہ تباہی و بربادی جس کے بارے میں پطرؔس نے لکھا ہے اجرامِ فلک کی تباہی ہو جیسا کہ ہمارے اُردُو ترجمے میں اشارہ کِیا گیا ہے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ اِس سے مُراد اُن عناصر کی تباہی و بربادی ہو جن سے زمین و آسمان کی ہر شے کا وجود ہے۔ ایک اَور مقام پر لکھا ہے،"...اُس نے یہ وعدہ کِیا ہے کہ ایک بار پھر مَیں فقط زمین ہی کو نہیں بلکہ آسمان کو بھی ہلا دُوں گا۔ اور یہ عبارت کہ ایک بار پھر اِس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ جو چیزیں ہلا دی جاتی ہیں مخلوق ہونے کے باعث ٹل جائیں گی تاکہ بے ہلی چیزیں قائم رہیں۔" (عبرانیوں ۱۲:‏۲۶-۲۷)

لیکن تباہی و بربادی خواہ زمین کی ہو یا اجرامِ فلک کی یا پیدا کی ہُوئی ہر چیز کی، ہمارے لِئے نہایت ضرُوری ہے کہ اپنے آپ کا جائزہ لیں کہ کیا ہم خُدا کو خوش کر رہے ہیں؟ ۱۱ آیت سے ۱۳ آیت تک پطرؔس رسُول لکھتا ہے،"جب یہ سب چیزیں اِس طرح پگھلنے والی ہیں تو تمہیں پاک چال چلن اور دینداری میں کیسا کچھ ہونا چاہیے۔ اور خُدا کے اُس دِن کے آنے کا کیسا کچھ منتظر اور مشتاق رہنا چاہیے۔ جس کے باعث آسمان آگ سے پگھل جائیں گے اور اجرامِ فلک حرارت کی شدت سے گل جائیں گے۔ لیکن اُس کے وعدہ کے موافق ہم نئے آسمان اور نئی زمین کا انتظار کرتے ہیں جن میں راستبازی بسی رہے گی۔"

پطرؔس رسُول بڑے صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ جلد یا دیر سے مسیح کو آنا ہی ہے اور زمین غضبناک ہلاکت کے ساتھ تباہ و برباد ہو جائے گی۔ لیکن مسیح کے پیروکاروں کو اِس سے خوف زدہ ہونے کی ضرُورت نہیں۔ جتنے "راستبازی کی راہ" پر چل رہے ہوں گے، جس کا ذکر ۲ باب کی ۲۱ آیت میں ہے وہ مسیح کے آنے پر اُس کا اِستقبال کریں گے اور اجر پائیں گے۔

پطرؔس کے اِستعمال کِئے ہُوئے الفاظ "مشتاق رہنا" کا جو ترجمہ کِیا گیا ہے، اُسے سمجھنا ذرا مشکل ہے۔ اِس کو یوں بھی ترجمہ کِیا جا سکتا ہے" اُس کے آنے میں جلدی کرو۔" کیا یہ ممکن ہے کہ مسیح کے پیروکاروں کے اعمال، مسیح کے دُنیا میں آنے پر اثر انداز ہوں؟ شائد یہ بالکل ایسا ہی ہے۔ مسیح نے فرمایا،"اور بادشاہی کی اِس خوشخبری کی منادی تمام دُنیا میں ہو گی تاکہ سب قوموں کے لِئے گواہی ہو۔ تب خاتمہ ہو گا۔" (متّی ۲۴:‏۱۴) اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جتنی جلدی مسیح کے پیروکار مسیح کا حُکم مانتے ہُوئے سب قوموں میں اِنجیل کی منادی کریں گے اُتنی ہی جلدی مسیح آئے گا۔ مسیح کے ہر پیروکار کو اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے کہ کیا وہ دُوسروں کو مسیح کے بارے میں بتا کر اپنی ذمہ داری پوری کر رہا ہے تاکہ مسیح دُنیا میں جلد از جلد آئے؟

پطرؔس رسُول کہتا ہے کہ مسیح کے پیروکاروں کے ساتھ نئے آسمان اور نئی زمین کا وعدہ کِیا گیا ہے۔ یسعیاؔہ نبی پر جو ظاہر ہُوا یہ اُسی کا حوالہ ہے۔ خُدا نے فرمایا،"...دیکھو مَیں نئے آسمان اور نئی زمین کو پیدا کرتا ہُوں..." (یسعیاہ ۶۵:‏۱۷)

آدمؔ و حوّؔا کو بھی نئی زمین دی گئی، لیکن اِس میں اور اُس میں بڑا فرق ہو گا۔ بنی نوع اِنسان دُنیا کا زیادہ تر حِصّہ گُناہ کے باعث تباہ و برباد کر چُکا ہے۔ ہم نے نہ صِرف زمین کی شکل بگاڑ دی ہے بلکہ ہر طرف نفرت و حقارت اور لوگوں میں ہر طرح کی بُرائی پھیلا دی ہے۔ نیا آسمان اور نئی زمین راستبازی کا گھر ہو گا۔ گُناہ کا وہاں نام و نشان تک نہ ہو گا۔ مسیح کے پیروکار پھر گُناہ کے سبب سے دُکھ تکلیف نہیں اُٹھائیں گے۔ جیسا کہ یسعیاؔہ نبی کی کتاب ۶۵ باب کی ۱۷ آیت ہی میں لکھا ہے،"...اور پہلی چیزوں کا پھر ذکر نہ ہو گا اور وہ خیال میں نہ آئیں گی۔"

تیرہواں باب

پاک صحیفوں کی گواہی اور مسیح میں پختگی

(۲-پطرس ۳:۱۴-۱۸)

اگرچہ مسیح یسُوعؔ کے دُنیا میں عدالت کے لِئے آنے میں ذرا دیر تو نظر آتی ہے، پطرسؔ رسُول اپنے دُوسرے اِلہامی خط میں ہمیں یقین دلاتا ہے کہ وہ ضرُور آئے گا۔ مسیح کے آنے میں دیر اِس لِئے ہے تاکہ بنی نوع اِنسان اپنے گُناہوں سے توبہ کر لے۔ مسیح کے آنے پر دُنیا تباہ و برباد ہو جائے گی اور خُدا کے وعدے کے مطابق مسیح کے پیروکاروں کو نئی زمین دی جائے گی جو راستبازی کا گھر ہو گی۔ اِس کی روشنی میں پطرسؔ رسُول ۳ باب کی ۱۴ آیت میں لکھتا ہے، ''پس اَے عزیزو! چونکہ تم اِن باتوں کے منتظر ہو اِس لِئے اُس کے سامنے اِطمینان کی حالت میں بیداغ اور بے عیب نکلنے کی کوشش کرو۔''

اگر خُدا کے وعدے کے مطابق نئی زمین راستبازی کا گھر ہو گی تو اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ لازم ہے کہ جو لوگ وہاں رہیں گے وہ بھی راستباز ہوں۔ پطرسؔ کہتا ہے کہ یہ مسیح کے پیروکاروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ''بیداغ اور بے عیب نکلنے کی کوشش'' کریں۔

پطرسؔ رسُول پہلے باب میں پہلے ہی یہ یاد دِہانی کروا چُکا ہے کہ مسیح چاہتا ہے کہ ہم ذاتِ اِلٰہی میں شریک ہوں۔ ہر مسیحی کا یہ عزم و ارادہ ہونا چاہیے کہ وہ خُدا کی مانند بننے کی پوری پوری کوشش کرے۔ لیکن مسیح کی پیروی کر کے محض اچھے کام کر لینا ہی کافی نہیں۔ درحقیقت یہ ایک رشتہ، ایک تعلق ہے۔ اِسی لِئے پطرسؔ رسُول کہتا ہے کہ ہم اُس کے ساتھ ''اِطمینان کی حالت'' میں رہیں۔ (۲-پطرس ۳:۱۴) پاک کلام میں لکھا ہے، ''اور اُس نے اب اُس کے جسمانی بدن میں موت کے وسیلہ سے تمہارا بھی میل کر لیا جو پہلے خارج اور بُرے کاموں کے سبب سے دِل سے دُشمن تھے تاکہ وہ تم کو مُقدّس، بے عیب اور بے اِلزام بنا کر اپنے سامنے حاضر کرے۔'' (کُلسّیوں ۱:۲۱-۲۲) کیا ہم خُدا کے ساتھ اِطمینان کی حالت میں ہیں؟

لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو راستبازی کی زِندگی گزارنا نہیں چاہتے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو مسیح کے دیر سے دُنیا میں عدالت کے لِئے آنے کو گُناہ کرنے کا بہانہ بنا لیتے ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو بائبل مُقدّس سے حوالہ لے کر اُسے اِس طرح توڑ مروڑ دیتے ہیں کہ دُوسرے حوالے کا اِنکار کرے اور پھر اُسے جس طرح چاہتے ہیں اِستعمال کرتے ہیں۔ پطرسؔ رسُول اِس قِسم کی سوچ کا آیت ۱۵ اور ۱۶ میں جواب دیتے ہُوئے لکھتا ہے، ''اور ہمارے خُداوند کے تحمّل کو نجات سمجھو، چنانچہ ہمارے پیارے بھائی پَولُسؔ نے بھی اُس حکمت کے موافق جو اُسے عنایت ہُوئی تمہیں یہی لکھا ہے۔ اور اپنے سب خطوں میں اِن باتوں کا ذِکر کِیا ہے جن میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور جاہل اور بے قیام لوگ اُن کے معنوں کو بھی اَور صحیفوں کی طرح کھینچ تان کر اپنے لِئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں۔''

اِس سے ہم بہت سی باتیں سیکھ سکتے ہیں:

نمبر۱، خُدا کے صبر کی وجہ یہ ہے کہ ہم نجات پائیں۔ ہمیں خُدا کے اِس صبر کو گُناہ کرنے کے لِئے عذر کے طور پر اِستعمال نہیں کرنا چاہیے۔

نمبر۲، پَولُسؔ رسُول کے اِلہامی خطوط درحقیقت پاک صحائف کا حِصّہ ہیں۔

نمبر۳، پاک صحائف بالکل یکساں ہیں۔ ایک آیت یا بیان دُوسرے کا اِنکار نہیں کرے گا۔ پطرسؔ رسُول کے لکھے ہُوئے پاک الفاظ یُوحنّاؔ رسُول کے پاک الفاظ سے ہمیشہ مطابقت رکھیں گے، اور یہ دونوں پَولُسؔ رسُول کے لکھے ہُوئے پاک الفاظ سے متفق ہوں گے۔ اِسی طرح نئے عہدنامے کے الفاظ پُرانے عہدنامے کے نبیوں پر اُترے ہُوئے الفاظ سے متفق ہیں۔ اگر کوئی ایک حِصّے کو رد کرتا ہے تو اِس کا مطلب ہے کہ اُس نے سب کچھ

رد کر دیا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بعد میں نازل ہونے والے اِلہام نے پہلے اِلہام کو منسُوخ کر دیا ہے، لیکن یہ دُرست نہیں ہے۔ خُدا کبھی بھی اپنے آپ کا اِنکارنہیں کر سکتا۔ مثال کے طور پر مسیح نے فرمایا، ''یہ نہ سمجھو کہ مَیں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسُوخ کرنے آیا ہُوں۔ منسُوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہُوں۔ کیونکہ مَیں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔'' (متّی ۵:۱۷-۱۸)

نمبر۴، پاک کلام کی ہر بات آسانی سے سمجھ آنے والی نہیں ہے۔ لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اِسے توڑ مروڑ کر غلط اِستعمال کرنے کا بہانہ بنائیں۔ بلکہ لازم ہے جو کچھ ہم سمجھتے ہیں اُس کی تابعداری کریں اور خُدا سے اِلتجا کریں کہ وہ اَور سمجھنے بوجھنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ جیسا کہ پاک کلام میں لکھا ہے، ''...اگر تم میں سے کِسی میں حکمت کی کمی ہو تو خُدا سے مانگے جو بغیر ملامت کِئے سب کو فیاضی سے دیتا ہے۔'' (یعقُوب ۱:۵)

نمبر۵، یہ جاہل پن اور بے قیام طبیعت ہے جو پاک صحائف کو مسخ کر کے پیش کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ وقتی طور پر مسخ کر کے پیش کرنے والوں کی تعلیم دِلکش دکھائی دے لیکن کیا ہم اُس شخص کی پیروی کرنا چاہیں گے جو بے قیام اور جاہل ہو؟ اِس کے برعکس مسیح یِسُوعؔ نے فرمایا، ''پس جو کوئی میری یہ باتیں سُنتا اور اُن پر عمل کرتا ہے وہ اُس عقلمند آدمی کی مانند ٹھہرے گا جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا۔ اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اُس گھر پر ٹکریں لگیں لیکن وہ نہ گرا کیونکہ اُس کی بُنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی۔'' (متّی ۷:۲۴-۲۵)

نمبر۶، جو لوگ خُدا کے کلام کو مسخ کر کے پیش کرتے ہیں وہ اپنے اُوپر خود تباہی لاتے ہیں۔ مسیح یِسُوعؔ اپنا تمثیلی بیان جاری رکھتے ہُوئے کہتا ہے، ''اور جو کوئی میری یہ باتیں سُنتا ہے اور اُن پر عمل نہیں کرتا وہ اُس بیوقوف آدمی کی مانند ٹھہرے گا جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا۔ اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اُس گھر کو صدمہ پہنچایا اور وہ گر گیا اور بالکل برباد ہو گیا۔'' (متّی ۷:۲۶-۲۷)

پطرؔس رسُول اپنے خط کا اِختتام کرتے ہُوئے اُسی موضوع کی طرف لوٹ چلتا ہے جس سے اُس نے خط شرُوع کِیا تھا۔ وہ لکھتا ہے، ''پس اَے عزیزو! چونکہ تم پہلے سے آگاہ ہو اِس لِئے ہوشیار رہو تاکہ بے دینوں کی گمراہی کی طرف کھِنچ کر اپنی مضبوطی کو چھوڑ نہ دو، بلکہ ہمارے خُداوند اور مُنجّی یِسُوعؔ مسیح کے فضل اور عرفان میں بڑھتے جاؤ۔ اُسی کی تمجید اب بھی ہو اور ابد تک ہُوتی رہے، آمین۔'' (۲-پطرس ۳:۱۷-۱۸)

پطرؔس رسُول پہلے باب کی ۱۵ آیت میں لکھتا ہے، ''بس مَیں ایسی کوشش کروں گا کہ میرے اِنتقال کے بعد تم اِن باتوں کو ہمیشہ یاد رکھ سکو۔'' پطرؔس نے یہ خط لکھ کر اپنے مقصد کو پورا کر دیا ہے۔ اب یہ مسیح کے پیروکاروں کی ذمہ داری ہے کہ پطرؔس کی وارننگ کو دِل سے قبول کریں اور پاک کلام کو مسخ کر کے پیش کرنے والوں سے ہوشیار رہیں۔

پہلے باب کی ۱۲ آیت میں پطرؔس رسُول نے اپنے پڑھنے والوں کو بتایا کہ وہ ''قائم'' ہیں اور یہاں وہ کہتا ہے کہ وہ اپنی جگہ ''مضبوط'' ہیں۔ اپنے پیروکاروں کے لِئے مسیح یِسُوعؔ نے فرمایا، ''میری بھیڑیں میری آواز سُنتی ہیں اور مَیں اُنہیں جانتا ہُوں اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلتی ہیں اور مَیں اُنہیں ہمیشہ کی زِندگی بخشتا ہُوں اور وہ ابد تک کبھی ہلاک نہ ہوں گی اور کوئی اُنہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا۔ میرا باپ جس نے مجھے وہ دی ہیں سب سے بڑا ہے اور کوئی اُنہیں باپ کے ہاتھ سے نہیں چھین سکتا۔ مَیں اور باپ ایک ہیں۔'' (یُوحنّا ۱۰:۲۷-۳۰)

پس مسیح کے پیروکاروں کی جگہ مضبوط و محفوظ ہے اور کوئی بھی اُن کی مرضی کے خلاف مسیح سے چھین نہیں سکتا۔ لیکن پھر بھی پطرؔس رسُول یاد دلاتا ہے کہ اگر ہم غلط رستہ اپنائیں گے تو گر بھی سکتے ہیں۔ اِسی لِئے پطرؔس نے ''ہمارے خُداوند اور مُنجّی یِسُوعؔ مسیح کے فضل و عرفان میں'' (۲-پطرس ۳:۱۸) بڑھنے پر اِس قدر زور دیا ہے۔ جیسا کہ اُس نے پہلے باب کی ۱۰ آیت میں کہا، ''...کیونکہ اگر ایسا کرو گے تو کبھی ٹھوکر نہ کھاؤ گے...''

ہم میں سے ہر ایک کو پوچھنے کی ضرُورت ہے کہ کیا مَیں مسیح کے علم و عرفان میں آگے بڑھ رہا ہُوں؟ کیا مَیں غلط تعلیم کی پیروی کر رہا ہُوں یا خُدا کے کلام کی تابعداری کر رہا ہُوں؟ وہ جو مسیح کی وفاداری سے خدمت کرتے ہیں اُنہیں یقین رکھنا چاہیے کہ پطرؔس رسُول کے کہنے کے مطابق اُن کا آسمان کی بادشاہی میں اِستقبال کِیا جائے گا۔